قطعہ منتخب

جیمین شہرہی ہے یہی بات کہ جاوزچیز ا — بشیہرن گے نامۂ اعمال سب اے یار نکال
آکے اوسوقت ترے سامنے رکھدونگا میں — چاک کر سینے کو اپنا دل افگار نکال

ولہ

اس قدر کیوں دل دیوانہ تو افسردہ ہے — سنئے وحشت ہی کی کچھ بات تو اے یار نکال
چھوڑ دیں ضبط کو گھٹ گھٹ کے نہ دے جان اپنی — کل اس قید سے زنجیر کی جھنکار نکال

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے

مدت سے ڈھونڈھتا تھا دل گم شدہ کو میں — ناگاہ اوس گلی میں ملا ایکبار دل
پوچھا یہ اوس سے میں نے کہ کیا ہوا ہے تجھے — تو تو بہت شفیق تھا اے غمگسار دل
تجھسے نہ تھی امید کہ ہووے گا یوں مجھے — ایسا گیا کہ تھا بھی نہ یہاں ... زنہار دل
کہنے لگا نہ پوچھ حسن تجھسے کیا کہوں — ہوتا ہے سبکا عشق میں ... زار دل

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

نکلیں کبھی نہ کیسی عاشق کے حال پر — کس کا جگر کہ جو نہ لئے خدا وانے پاسے دل
سچ پوچھئے تو نالوں سے وہ بھی پسیجتے — سینے میں انکے ہوتے جو پتھر بجاے دل

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے

جنکو اسوقت میں اسلام کا دعوا ہے کمال — دیکھتا ہوں یہ اب اے ذوق میں دیکھا ہو نہ
جسطرح سے کہ نبھا دینے کو ہندیوں کے — نقل کرتا ہے مسلمان کی کافر دل

رفعت تخلص مرزا قاسم علی وطن انکا ... مستقر اسکا دہلی لکھنؤ میں جاکر قلندر بخش جرات کی شاگردی اختیار کی تھی شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

یہی کل بیٹھی تھی آئی میرے دلمیں اے رفعت — کہ دل اون نہیں مجھسے کیا ہے آہ ملکر دل
گیا جو کوچۂ دلبر میں وہاں اور بھی تماشا تھا — پڑے تھے سیکڑوں اوسجا یہ خاک و خون میں لپڑ دل
لگا کرنے تجسس میں تو دیکھا ایک گوشے میں — پڑا ہے بیکس و بیتاب مرا بھی زار و مضطر دل
لگا حسرت سے مجھکو دیکھنے وہ اور میں اوسکو — دل میں گریہ میں گرد میں ہم گریہ ہا بر دل

قوس تخلص مرزا محبوب علی والد مرزا جایون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد

راقم حروف وطن انکا دہلی مولد کانپور مسکن کلکتہ شعر اچہا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تہے صاحب دیوان ہین

اے نوس ہوا وصل کی شب طرفہ تماشا
سنہ اوسنے کیا داغ جگر کی جو مقابل
کیا گرم کہی بات ظرافت سے یہ مینے
سورج کو نہ دکہلا و چراغ اے مہ کامل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ سنبہل دیوان انکا نظر سے گذرا +

کس سے جاکے کیجے عرض حال کبیر
اس دل بیقرار کا احوال
وہ ستمگر تو کچہ نہین سنتا
ایک سے لے ہزار کا احوال
حق بجانب ہے وہ سنے کیونکر
کسیکے حال زار کا احوال
ایک معشوق اور عاشق لاکہہ
سنے کس خاکسار کا احوال
ہووین دس بیس تو سنے بہی کبیر
ایک دو تین چار کا احوال

سحر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان ولد نواب معتمد الدولہ شاگرد ناسخ ورشک انکا مولد لکہنؤ مسکن کانپور مدفن نجف اشرف یہ کربلا کو بہی گئے تہے دیوان انکا نظر سے گذرا

اوٹہائینگے تعمیر مرقد کی اک دن
عمارات عالی اوٹہانے سے حاصل
سوا اسکے کفن جسم مین کچہ نہوگا
لباس تکلف دکہانے سے حاصل
یہی ہے کہ نوبت بجی مقبرے پر
سوا اسکے نقارخانے سے حاصل
جنازہ اوٹہیگا بصد یاس و حسرت
سواری کی دہومین مچانے سے حاصل
سلائینگے تابوت مین تمکو اکدن
چہپرکہٹ مین آرام پانے سے حاصل
ملیگا کسے تکیہ مین فرش خاکی
سر فرش مسند پر آنیسے حاصل
ملے خاک مین کیقباد و سکندر
سر کبر و نخوت اوٹہانے سے حاصل
نہ جم ہے نہ وہ جام عالم نما ہے
علم الفلک ہاتہ آنیسے حاصل
ہوس لیکئی ساتہ شداد و قارون
عمارت سے حاصل خزانیسے حاصل
نہ کام آسکے گا غیر نقد عمل کچہ
زمانے کا محصول پانیسے حاصل

نظیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے ❊

اتہو تیرے جفا سے یہ نالگون ہو نہین دعا
عالم ہنداکرے کہ کہین تو لگا سے دل

اور جب یہ تو فدا ہو وہ عالم ہو اس قدر
جو مطلقا ترا نہ وہ خاطر مین لاسے دل

تجہپر بہی چند روز تو یہ کشمکش رہے
ڈر ڈر او دہر کرے وہ ادہر کو ستاے دل

ناچار جیسے تجہسے چہڑاتا ہون دل کو مین
ایسا ہی تو بہی اوس سے لگا کر چہڑاے دل

ردیف میم

اسیر تخلص منشی مظفر علی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے ❊

ظلم تہوڑے بہی ہین بہت ہمکو
دیکہ ظالم کہ ناتوان ہین ہم

سینے سے ہمارے کیا حاصل
اے فلک مشت استخوان ہین ہم

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے

صدقے ہوتا ہون جس گہڑی تجہکو
یاد آتی ہے اوس پری کی قسم

ہاے کہتا وہ اوسکا چپکے سے
تجہکو انشا ہمارے جی کی قسم

بقا تخلص محمد بقاء اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس وطن انکا اکبرآباد مولد دہلی مسکن لکہنؤ ریختی مین شاہ حاتم اور میر درد قدس سرہ سے کسب سخن کیا تہا اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اصلاح لیتے تہے میر و مرزا کے ہمعصر تہے شعر رنگین و شیرین کہتے تہے بعضے صاحب تذکرہ نے انکے والد کے نام کے لکہنے مین غلطی کرکے سیف اللہ لکہا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

گردش یہ تیری چشم کی بخشی ہے ہمسے یار
دعوٰونکے گفتگو سے قدح اور قدح سے ہم

چشم اوسکی ٹک دکہادے اوسے تاکہ بار آئے
اس بحث و دو بدو سے قدح اور قدح سے ہم

جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ❊

کل واقف کار اپنے سے کہتے تہے وہ یہ بات
جرات سے جو گہر رات کو مہمان گئے ہم

کیا جانیے کمبخت نے کیا ہم پہ کیا سحر
جو بات نتہی ماننے کی مان گئے ہم

ولہ

رکھا جو قدم اوسنے مرے قبر پہ آکر — اور سنگ سے تربت کی ہوے ہل کت باگرم
تو کیا کہوں بس ناز سے اف کر کے وہ بولے — اللہ قیامت ہے یہ ابتک ہے سو اگرم

ولہ

دل کو اوس یار ستمگر سے لگا کر جرأت — اپنے سب راحت و آرام کو کھو بیٹھے ہم
اب یہ پچھتاتے ہیں اور کہتے ہیں وروہا — شوخ کے ملنے ہی سے ہاتھ نہ دہو بیٹھے ہم

ولہ

تو جو کہتا ہے ہر گہڑی تیری — دیکھنے سے بہت خفا ہیں ہم
کیا کریں یار تو ہی کر انصاف — تجھپہ مائل نہیں ہیں یا ہیں ہم

ولہ

فراق یار میں کیا آنا جانا سانس کا کہیے — کلیجے پر سدا کھینچا کیا کرتے ہیں آرے ہم
یہی حالت رہی اپنی تو بس معلوم ہوتا ہے — یوں ہی مر جائینگے اک روز بیتابی کے مارے ہم

ولہ

کریں کیا آہ اور بس ہے کہیں ہم اپنی بیتابی — کہیں جب یاں بستر پہ تہوں نہیں پاتے ہیں بیچارے ہم
قرار اک جا نظر آتا نہیں ہے بیقراری میں — گل بازی کی صورت پہرتے ہیں بس مارے مارے ہم

حسرت تخلص جعفر علی حال انکا پیشتر بیان ہوچکا ہے +

کل روتے ہوے جو اتفاقاً — حسرت کے مزار پر گئے ہم
پڑھتا تھا یہ شعر وہ تہ خاک — بس سنتے ہی جسکے مر گئے ہم
واماندو نپہ دیکھیے کہ کیا ہو — اپنا تو نباہ کر گئے ہم

درد تخلص خواجہ میر قدس سرہ حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے +

تہا عالم جبر کیا بتائیں — کس طور سے زیست کر گئے ہم
جسطرح ہوا اوسی طرح سے — پیمانہ عمر بھر گئے ہم +

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے +

نہین رہتے ہین ایک حالت پر | ہین نئے رنگ مین جہان ہین ہم
اشک ہین دیدۂ مصیبت مین | لب بیمار پر فغان ہین ہم

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا بیشتر تحریر ہوچکا ہے +

وہ کالی گھٹا اور وہ بجلی کا چمکنا | وہ مینہ کی بوچھاڑین وہ برسات کا عالم
دیکھا جو شب ہجر تو رو دیا مین کہ اسوقت | یاد آیا شب وصل کی اوقات کا عالم

منجور تخلص منشی اسد اللہ عرف میان علیجان حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے +

چشمہ بیمار تری جب سے کہ آئی ہے نظر | بے خور و خواب ہین اور مضطرب و زار ہین ہم
اک نظر لطف کی لازم ہے ادہر بہی پیارے | اے مسیحا ترے بیمار کے بیمار ہین ہم

ولہ

کسطرح بیان کیجیے شب وصل کا احوال | اور نشۂ می سے بت مینوش کا عالم
بیساختہ سینے سے وہ ہر بار لپٹنا | تہا عالم مستی مین عجب جوش کا عالم

نساخ تخلص جامع اوراق +

مارتے ہین لات کاٹ کہاتے ہین ہاتہونکو بہی | اونکے پاؤن کی طرف جب ہاتہ دوڑاتے ہین ہم
اسپہ بہی جو بس نہین چلتا ہے اونکا ولیمیر | کہتے ہین لو یہ چھوڑدو ہمکو چلے جاتے ہین ہم

ولہ

ہجر کی شب کرتے رہتے ہین جو ہم اونکو تلاش | خانۂ دشمن مین آ راز اونکی سن پاتے ہین ہم
ڈرتے ڈرتے پہر کبہی اونسے جو کہتے ہین یہ بات | کہتے ہین تیوری بدل کے کس کے گہر جاتے ہین ہم

ولہ

کبہی رنج و غم مین بسر ایا الم تہا | کبہی ہجر مین تہا مین آہ مجسم
کبہی بزم خوبان مین عیش و خوشی مین | نظر بازیون مین نگاہ مجسم
ولی چشم حق بین مین نساخ مین تو | نہین ہون مگر یک نگاہ تجسم

ولہ

کرتے تہے شب یہ اونکے تصور سے گفتگو | کب جانتے تہے آ گئے تہین بیوفا ہو تم

اب کام آئین گی نہین یہ دلفریبیا ن
بہولین نہ دل سے یاد ہین سب بیوفائیان
رکہین کسیطرح کی نہ ہم تمسے آرزو
پرہیز وہ کرین کہ نہ آنے دین پاس تک
مسجد کو چہوڑ کر نہ کبہی جائین دیر کو
یہ کہ رہا ہی تہا کہ دل اکبار یوں اوٹہا
وہ بیوفا ہین ہونے دو تم بیوفا نہو +

تمکو سمجہ چکے ہین بڑے پر دغا ہو تم
گو تم بدل بہی جاؤ مجسم وفا ہو تم
دل سے نکالین دلکا اگر مدعا ہو تم
گو جانتے ہین درد جگر کی دوا ہو تم
پہر بڑہ رہین سمجہ یہ جو سمجہین خدا ہو تم
ہے یہ بہی کوئی بات کہ اونکو نہ چاہو تم
نساخ تمسے ہوسکے جبتک نبا ہو تم

ردیف نون

احسن تخلص

مرزا احسن علی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

اپنے دانست مین کچہ جرم نہین ہمنے کیا ۔ آہ کیا ضد تہی کہ ہمسے یہ چرائین آنکہین
ملگئے خاک مین ہم تسپہ بہی اوس ظالم نے ۔ نملائین نملائین نملائین آنکہین

اختر تخلص

قاضی محمد صادق خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ہمنشین کیا کہون تجہسے یہ بتان مہوش ۔ ستم و جور کا انداز نیا رکہتے ہین
کر کے کاہیدہ غم عشق سے مانند ہلال ۔ اپنے عاشق کو یہ انگشت نما رکہتے ہین

انشا تخلص

سیدانشا اللہ حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

نازو کرشمہ ایسا سج دہج غضب یہ جسمین ۔ اور یہ نمک یہ گرمی یہ خوش ادائیان ہون
جیتو نہین وہ لگاوٹ سرمہ کی وہ گہلاوٹ ۔ پہر قہر یہ سجاوٹ یہ اچپلائیلان ہون
مرجائیے نہ کیونکر اوسکی ادا یہ ظالم ۔ جسمین اکٹہی اتنی باتین سمائیان ہون

ولہ

کیا قہر ہے یہ دیکہو برسون جنہونکی خاطر ۔ درگاہ ہون بیچ جاجا راتین جگائیان ہون
مانین ہون منتین بہی سو سو کرور ڈہب کی ۔ وہ ہو وہو تو پہ اشرفی نذرین اوتہائیان ہون
ہووے ملاپ گاہے اونسے نو شام ہی سے ۔ آنکہونمین اونکی جہک جہک نیندڑیان آئیان ہون

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کوئی سنتا نہین کہون کس سے ایک مدت سے کہ رہا ہون مین
گھر سے باہر نکل کے دیکھو ذرا کب سے یہان منتظر کھڑا ہون مین

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لہارو شاگرد مرزا نوشہ غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

کل مینے کہا کہ بندہ پرور چہرے سے نقاب آپ اوٹھائین
کہتے ہین اوس آشنا سے باہم اچھا ہو جو رخ تو کیون چھپائین
بولے رودادِ موسے و طور سن لی ہے تو دیکھنے کو آئین
بسم اللہ ہم اوٹھائین پردہ پر اوسنے کہو کہ تاب لائین

ولہ

غلط فہم ہین عاشقان مجازی کہ محو تماشائے محمل ہوے ہین
رہین گے گرفتار صورت پرستی اگر حسن معنی سے غافل ہوے ہین

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

اب وہ آواز بھی کانون مین نہین آتی ہائے کوئی کہتا نہین اوس در پہ جو پہنچا ہے پھیرا
یہ دعا ہے کہ گنہگار سمجھ حاکم شہر بس وہ زنجیر سے قید ہین تو بلائے ہمین

ولہ

تفرقہ پردازی گردون نے مارا کیا کہین یا ہو نہ تھے ساتھ ہم اور وہ یکدم کہین
یا پڑے پھرتے ہین اسکی جستجو مین روز و شب ڈھونڈھتے کوئی جا کے تو نکلے اوسکو دیکھین

ولہ

ہے اسیر دام الفت جب سے یہ ای دوستو کونسے دن ہے کہ یاد آفت نئی آتی نہین
پر کہون یک قطرہ خون دل کا کیا مین حوصلہ عشق سے اوس کو جمعیت اوسکی گھبراتی نہین

ولہ

گھر میں جو نہیں وہ یار جرأت — گھبرائی ہے جان اپنی تن میں
ہے جی میں کہ خانہ کر کے ویران — جا بیٹھیے اک اوجاڑ بن میں

ولہ

کیونکر جرأت لگائیں ہم لگا — کہ فرشتہ کا وہاں لگاؤ نہیں
اور تو اور چوری چوری سے — بات کرنے کا بھی تو داؤ نہیں

ولہ

زلف کے کوچے تلک تو کب رسائی ہے ہمیں — رہ نہیں سکتے ہیں ہرگز کوچۂ دلدار میں
کاش ہم ہوے شکستہ ہوتی اے بخت سیاہ — تو بھی رکھ دیتا وہ ہمکو رخنۂ دیوار میں

ولہ

جن دنوں دونوں طرف سے لگ رہی تھی لگی لاگ — دیکھ لیتا تھا وہ کیا الفت سے شرما کر ہمیں
اب تو آنکھیں نیلی پیلی کر دکھاتا ہے وہ شوخ — بزم میں تو چشم حسرت سے نہ دیکھا کر ہمیں

ولہ

اوسکے کوچے میں ہوا کیا خاک حاصل ورنہ وہاں — رکھ دیا تقدیر نے جوں سنگ رہ لا کر ہمیں
پاؤں تو اوسنے کبھی ہونٹوں سے بھی رکھا نہ اور — راہ رو آتے گئے لاکھوں ہی ٹھکرا کر ہمیں

ولہ

ہمصفیرو یہ نہ سمجھو تم کہ یہ چپکا رہا — گو کہ ہوں خاموش لیکن بیکلی جاتی نہیں
ہو کے مجبور اب کیا ہے صبر میں نے اختیار — ورنہ کیا میرے قفس میں طبع گھبراتی نہیں

ولہ

گئے دید وادید کے لطف اب تو — نہ پوچھو کہ کیا کیا ستم دیکھتے ہیں
ملاقات پر دیکھی ٹھہری ہے ایسی — نہ تم دیکھتے ہو نہ ہم دیکھتے ہیں

ولہ

کیا خدائی ہے کہ آ بیٹھے ہیں تم پاس جو ہم — آپ جا بیٹھتے ہیں آنکھ چرا اور کہیں

یان نہ آتے تھے جو ہمکو دم تو یہ آوازی تھی / یان کا اخلاص جدا پیار ربط ہوا او کہین

ولہ

بیمار کا تمہارے ماتم سرا اپنا گھر / تمکو نہین خبر کچھ کیا آپ بے خبر ہین
سب لے کے نام اوسکا سب مردمان خانہ / منہ ڈھانپ ڈھانپ روتے ہر شام اور سحر ہین

ولہ

تجھکو لے چلتے ہین اس شہر سے اوس دم ہین ہم / کہ دلا کیجیو فریاد نہ وہان جا کے کہین
دیکھو مجکو بھی وہان سے نہ نکلوا ئیو تم / بھولے سے دست ہوس پاؤن نہ ڈورا کے کہین

ولہ

دیکھیو شوخی کہ جوشش اشک مثل آشنا / جب نہین پاتا وہ میرے دیدۂ حیران ہین
تو سمجھتا ہے جیسے محفل ہین وہ میرا رقیب / بات کچھ نہین منہ کے کہتا ہی وہ اوسکا کان ہین

ولہ

کیا ہوے وہ دن جو یہ پیغام آتی تھی ہمین / انسو درد ہجر کی ایذا اوٹھا سکتے نہین
صورت اپنی تم کسی صورت دکھا جاؤ ہمین / ہین یہ آئے لب ہین ہم لاچار آسکتے نہین

ولہ

تہا یہی خوف کہ ناصح مرے پیراہن کا / کر کے تو فکر رفو ہووے نہ ہلکان کہین
اب جو ٹانکا اوسے تو نے تو نظر آتا ہے / پارۂ جیب کہین پارۂ دامان کہین

ولہ

کہون کیا درد ہجران سے مری کیا شکل ہی جرأت / کسی صورت نہین آرام سخت ایذا اوٹھاتا ہون
کبھی گھبرا کے سر اپنا پٹکتا ہون ہین بالین سے / کبھی بستر پہ بیتابی کے مارے تلملاتا ہون
کبھی جو یاد آتا ہے وہ ہنسنا بولنا اوسکا / تو پھر رو رو کے دریا اپنی آنکھون سے بہاتا ہون
کبھی آواز اوسکی سی جو آجاتی ہے کانون ہین / تو دل پر ہاتھ رکھ دہیان اوسطرفکو ہین لگاتا ہون
کبھی اوسکا وہ بلوانا جو مجکو یاد آتا ہے / تو بیٹھے بیٹھے کیا جانون کدھر کو آہ جاتا ہون
پھر اس ہین گر تسلی کو کوئی پاس آن بیٹھی ہے / تو سطلع ٹپکے یہ روتا ہون اور اوسکو رلاتا ہون

قرار اوس شعلہ خو کی ہجر مین کیا خاک پاتا ہون ۔ نظر آتی ہے اک آتش جدہر کو آنکھہ اوٹہاتا ہون

وله

گر مین کہتا ہون مرے پاس ذرا بیٹہہ اے شوخ ۔ کچہہ مین بدوضع نہین لوگو نہین بدنام نہین
تو کہون کیا کہ وہ جہنجلا کے کہے ہی کس شکل ۔ گو تو اچہا ہے یہ تجہسے مجہے کچہہ کام نہین

وله

مجہے محفل مین اپنے دیکہہ سب سے وہ یہ بولی ہے ۔ بہلا بیٹھی ہین یہان کیون لوگ یہ کسکو بلاتا ہون
بچا کر آنکہ پہر میری وہ یون اک اک سے کہتا ہے ۔ برا مت مانیو کیا جانیے کسکو سناتا ہون

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم مغفور حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

کہین کس سے رو دو اپنی کرین کیا ۔ اسی فکر مین ہم توشتشدر کہڑے ہین
اوسے ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے گم ہوی خود ۔ حسن اب تہو لینے کی دہنے پڑے ہین

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

پوچہا مین درد سے کہ بتا تو سہی مجہے ۔ ای خانمان خراب ترا بہی ہی گہر کہین
کہنے لگا مکان معین فقیر کو ۔ لازم ہے کیا کہ ایک ہی جاگہ ہو ہر کہین
درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست ۔ تو نی سنا نہین ہے یہ مصرع مگر کہین

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

ہاے کل سب آشنا تیرے مریض عشق کے ۔ تہی علاج ضعف دل اور ضعف تن کی فکر مین
آج گہبرائے ہوئے پہرتے ہین باچشم پر آب ۔ گاہ تدبیر لحد ہین گہ کفن کی فکر مین

رند تخلص سید محمد خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کیا سمجہکر تجہسے فرماتے ہین آپ ۔ میرے گہر مین کیون تو اب آتا نہین
واسطہ کیا ہے کیا جب ترک عشق ۔ تمسے کچہہ رشتہ نہین ناتا نہین

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ہنستے ہنستے یار سے اپنے کہی مینے یہ بات ۔ ہاے صد افسوس مین تیرا ہون تو میرا نہین
دیکہیو خوبی تو بہتائی گی کہ وہ کہتا ہے کیا ۔ ہان نہین ہان ہان نہین بس بس نہین بہیا نہین

ولہ قطعی

کیا تری طرح سے ملتا ہے تو ای رنگین جان ہر ملاقات مین کہ تجہسے کہانتک مین لڑون
رحم آتا نہین کچہ تجکو بدن چہلتا ہے سخت سست ہاتہ لگا مجکو ترے پاؤن پڑون

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

سودا سے رات مین کہا معصوم کیونکی تو انکا ہے اند تو کہین پرا دل مگر کہین
کہنے لگا کہ سچ ہے پر ایکی گرہ ہی بیچ جاے تو نہ دلکو دون بار دگر کہین
پوچہا جو مین سبب تو کہا کیا نہین سنی قاصد مرے کی جانکی تونے خبر کہین
نامہ لکہا تہا یار کو مینے سمجہ کے ہے عالم مین رسم نامہ و پیغام ہر کہین
لیکن سوای بندگی و عجز و انکسار نکتہ ہوا و مین حرف تمنا سے گر کہین
وہان لیکے مجہکو مار ہے گردن کہ جسن مگر پانی کے قطرے کا بہی ہنووے اثر کہین
ورنہ خدا کے واسطے انصاف تو کرو آتا ہے ایلچی پہ نوالی اس قدر کہین
اوڑتا پہرے ہے نامہ گلی مین کسی طرف دہڑ سے جدا پڑا ہے سر نامہ بر کہین
وقتیکہ دلبران جہانکا ہو یہ سلوک پہر دلکو دون کہو تو کس امید پر کہین

سوز تخلص محمد میر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

بقبرون مین دیکہتے ہین اپنے ان انکہونسی رونا یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین
توبہی ٹہوکر مار کر چلتے ہین رعنائی سے یار سوچتا اتنا نہین ہم خاک کے پیوند ہین

شہیدی تخلص منشی کرامت علی خان مرحوم خلف عبد الرسول خان عروضی باشندہ لکہنؤ شاگرد مصحفی و نصیر دہلوی بیشتر پنجاب و گجرات و رامپور بریلی و بہوپال نال ودہلی مین رہتے تہے علم عروض و حساب مین امثال واقران سے زیادہ دخل رکہتے تہے بڑے بے تکلف اور عاشق مزاج تہے آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے ۱۲۵۵ ہجری مین سفر حجاز کیا اور بعد اداے حج بیت اللہ روانہ مدینۂ منورہ ہوکر اثناے راہ مین بیمار ہوئی اور بہار رم ماہ صفر المظفر ۱۲۵۵ ہجری کو جس وقت مدینۂ منورہ مین پہونچے اوسیوقت روضۂ مبارک کو دیکہکر جوش اشتیاق سے انکی جان نکل گئی ف

قطعہ منتخب

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت + مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند + دیوان انکا نظر راقم سے گذرا

طرفہ صحبت ہے ہماری شکل سے بیزار تم — اپنی یہ خواہش نہین ہم دمبدم دیکھا کرین
کاش بہر دے کوئی وہ جادو کا کاجل آنکہ مین — جس سے تم ہمکو نہ دیکھو تمکو ہم دیکھا کرین

ولہ

خلوت مین پاکے اوس سے کہا مینے ایک رات — کچہ صبر آج دل مین ذرا دیکھتا نہین
دربند ہمنشین کو نشہ کی ہے بیخودی — یان کوئی میرے تیرے سوا دیکھتا نہین
آنکھون مین آپ شمع کی چربی ہے چھا رہی — گل خود ہے زرخسہ بدترا دیکھتا نہین
اسپر بھی گر ہو وہم تجھے شمع گل کرون — اے جان پہر تو کوئی بھلا دیکھتا نہین
بولا کہ اتنے روز سے صحبت ملی تجھے — پر حیف تو مزاج مرا دیکھتا نہین
تیرے اگر لحاظ و ادب پر پڑا انقلاب — کمبخت میری شرم و حیا دیکھتا نہین
گل چشم نیم باز ہے تک نہین رہا — پروانہ پاے شمع پڑا دیکھتا نہین
اے بے خبر اندھیری اوجالی کی کام کو — دیکھے نہ دیکھے کوئی خدا دیکھتا نہین

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

پنجۂ وحشت کے ہین ممنون ہم — جسنے بخشین فقر کی رسوائیان
یعنی تا دامن گریبان چاک کر — ہمکو اکثر کفنیان پہنائیان

ولہ

جبتک سے پنجۂ قمر گانکے اوسکو مصحف خبر — قیاس دل مین ہم اپنے یہی معلوم کرتے ہین
کہ میرے قتل سے جو مردم چشم اونکی منکر ہین — قسم کہانیکے تئین قرآن پر یہ ہاتھ دہرتے ہین

ولہ

رات ہم آغوشیونکی خواہشین — اسطرح ہمنے اوسے دکھلائیان
آمد شب کا بہانہ کرکے ہم — روبرو لیتے رہے انگڑائیان

وله

جبس اشک کے قطرے کو کہتا ہون ذرا تہم جا — عالم کی ملامت سے مین رنج اوٹھاتا ہون
تب سنکے وہ کہتا ہے مت روک طپش مجکو — مین دور سے آتا ہون اور دور کو جاتا ہون

وله

طپش جا کر سینے کل جو دی ترغیب اوس گل کو — کہ مدفن سے تمہارے کشتہ غم کی مین آتا ہون
عجب لالہ کہلا ہے اوسکے خون آلودہ تربت پر — اگر چلیے تو اب تمکو تماشا مین دکھاتا ہون
لگا کہنے عنایت آپ کی لیکن نہین اب تو — عذر اشاہد ہے مین ہرگز نہ جاتا ہون نہ جاتا ہون

وله

کل عرض کیا یار سے مینے کہو کیا ہو — گر تجکسے ہم آغوش مین اے ماہ جبین ہون
کہنے لگے بس بس یہ اوٹھا دیجیے دل سے — تم جیسے مین مجکسے سمجھے ہو مین ایسا وہ نہین ہون

وله

بد خواہ نے کل ایک جو اوسنے یہ جا کہا — وارفتہ کچہ طپش فقط اک تم ہی پر نہین
ملتا ہے ہر کسی سے ہر اک سے ہے اوسکو راہ — وہ کون ہے دل کہ جہان اوسکا گہر نہین
بولا کہ دیکھنے مین تو ایسا نہین ہے وہ — باقی کسیکے دل کی کسیکو خبر نہین

وله

طائر غم کا آشیان ہے دل — قطرہ خون ہی اوسکے پاس کہان
نو عنت سخت دل کا جویان ہے — چیل کے گہونسلے مین ماس کہان

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ پادشاہ دہلی حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے ✤

وہ ہمسے وعدہ کر جاتے ہین اکثر شب کے آنیکا — مگر آتے نہین ہرگز کہ جا کر بہول جاتے ہین
گزر جاتی ہے ساری رات کہتے کہتے یہ ہمکو — اب آتے ہین اب آتے ہین اب آتے ہین اب آتے ہین

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا پچو حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے ✤

پوچھتا کیا ہے سبب مجسے فدوی تو — مین جو بے اختیار ہنستا ہون
بے خبر جو ہین مرگ سے او نپر — مثل شمع فرار ہنستا ہون

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادر زادہ ہدایت اللہ خان ہدایت طب مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن وکسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کیا تھا شعر صاف وعاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

صحبت فراق وصل سے ایسا ہو کسطرح — دلکو تو وہ کہے ہے کہ ملنے کا ڈھب نہین
اور اسکو جو کہیے تو پھر وہ بہانہ جو — زلفین اٹھا کے منہ سے یہ کہتا ہے اب نہین

فغان تخلص اشرف علی خان دہلوی کوکہ احمد شاہ بادشاہ مقیم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان ندیم بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے بڑے ظریف تھے انتقال انکا ۱۱۹۶ ہجری مین ہوا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

رونا جہان تلک تھا مری جان رو چکا — مطلق نہین ہے چشم مین نم کا اثر کہین
باور نہین اگر تجھے تو تو بھی دیکھ لے — آنسو کہین ڈھلک گئی لخت جگر کہین

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت مرید حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ ۱۲۳۶ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے مطبوع ومرغوب ہوتے ہین صاحب دیوان گذرے تذکرہ شعرا انکا نظر سے گذرا

اونسے حمیت گیا مین شب داوگھات سے — ہرچند قاسم اونکی رہی زیر لب نہین
جھنجھلا کے مسکرا کے یہ کہنے لگے کہ تو — پھر کہیو بے حیا مجھے ملنے کا ڈھب نہین

قبول تخلص مرزا مہدی علی خان حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

کسکا ڈر دور دور ساقی ہے — مست رکھتی ہے مے مدام ہمین
لڑکھڑائین تو ہاتھ پھیلا کر — محتسب سے کہین کہ تھام ہمین

ولہ

عشق سے میرے ہوئی شہرت تمہارے حسن کی — میرے داغون پر نظر لے مہ لقا کچھ بھی نہین
حسن کا جوہر جو تم رکھتے ہو تو مین عشق کا — تم تو سب کچھ ہوگئے اور دوسرا کچھ بھی نہین

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ مرحوم برادر عم زاد میر شمس الدین فقیر عزیز دن مین حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی تھی حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہ اور مرزا

جعفر علی حسرت سے کسب سخن کیا تھا شعر گوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے
مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی وہین ۱۲۰۵ ہجری مین انتقال کیا دیوان
انکا نظر سے گذرا

بھیج مت مرہم کافور تو قدرت سے کے حضور | یہ علاج اور بتر زخمون پہ اثر کرتے ہین
تیری ہجران سوختہ خورشید قیامت کے تئین | ہر سحر پنبۂ ناسور جگر کرتے ہین

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر ولد بلند خان قوم افریدی
شاگرد خواجہ وزیر ساکن کولار لکھنؤ کے امراے نامی مین تھے شعر صاف و عاشقانہ اچھا
کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

نعش پر گویا کے کہتا تھا وہ شوخ | اس طرح کا آدمی ہوتا نہین
کس خوشی سے جان دی اس شخص نے | ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہین

محترم تخلص خواجہ محترم علی خان دہلوی مقیم عظیم آباد برادرزادہ خواجہ محمدی خان
شاگرد شاہ کہیتا عشق

دوستون نے مرے کہا اون سے | محترم کو کہو تو ہم ان لائین
ملکے کہنے کہ شعر کرو تم | ہم جو مجلس مین اوسکو بلوائین
رو دیوے کہ جیسے روتا ہے | ساری محفل سے نکل جائین

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

گرچہ ارباب تمنا کیطرح میر تو ہین | بیش و کم مشغلہ یک عمر رہا دنیا مین
لیکن آخر کو جو دیکھا کف افسوس ہوا | مصحفی اپنے نہ کچھ ہاتہ لگا دنیا مین

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

شام سے اپنے سو رہے وہ تو اور ہم اونکی گلی مین | دلوائے شوق سے کیا کیا پہرے مین گھبرائے ہم
کرتے ہین آواز فقیری دیتے ہین پہنک سو سو بار | گھر مین تہیر پہینکتے ہین زنجیر در کھڑکاتے ہین

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کچھ پاے نگار روز یہ کہتا تہا دل مین مین | آشفتہ طبع میر کو پایا اگر کہین +

سو کل سبھے ملا وہ بیابان کے سمت کو
جاتا تھا اضطراب زدہ سا او دہر کہین

لگ چل کے مین برنگ صبا اوس سے یہ کہا
اے خانمان خراب ترا بھی ہے گھر کہین

آوارہ جابجا جو پھرے ہے تو دشت مین
جا گہ نہین ہے شہر مین تجھکو مگر کہین

خون بستہ اپنی کھول مژہ پوچھتا ہے گر
رکہ ٹک تو اپنے حال کو مد نظر کہین

آسودگی سے جنس کو کرتا ہے کون سخت
جانے ہے نفع کوئی بھی جی کا ضرر کہین

موتی سے تیرے اشک ہین غلطان کس طرف
یاقوت کے سے ٹکرے ہین لخت جگر کہین

تا کے یہ دشت گردی و کبتک یہ خستگی
اس زندگی سے کچہ تجھے حاصل بھی مر کہین

کہنے لگا وہ ہوکے پرآشفتہ یک بیک
مسکن کرے ہے دہر مین مجھسا بشر کہین

آوارگونکا ننگ ہے سننا نصیحتین
مت کہیو ایسی بات تو بار دگر کہین

تعین جا کو بھول گیا ہون یہ ہے یہ یاد
کہتا تھا ایک روز یہ اہل نظر کہین

بیٹھے اگرچہ نقش ترا تو بھی دل اوٹھا
کرتا ہے جاے باش کوئی رہگذر کہین

کتنے ہی آئے لیکے سر پر خیال پر
ایسی گئی کہ کچہ نہین اونکا اثر کہین

ولہ

کوہ و صحرا بھی کر نہ جاے باش
آج تک کوئی بھی رہا ہے یا ن

ہے خبر شرط میر سنتا ہے
تجھسے آگے بھی کچہ ہوا ہے یا ن

موت مجنونکو بھی یہین آئی
کوہکن کل ہی مر گیا ہے یا ن

نازش تخلص مولوی آلہی بخش ولد مولوی محمد صالح شاگرد مظفر علی اسیر باشندہ خیرآباد عزیزون مین مولوی فضل حق مرحوم مغفور کے ہین

حصار باغ مین قمری کو سرو رعنا نی
کیا ہے وصل سے کیا کیا نہال پردہ نشین

زبر برقع فانوس شمع و پروانہ
بہت سے رہتے ہین فرخندہ حال پردہ نشین

ہمارے حال پر شتہ کیسے ہین یارب
نہ ربلا ہے نہ ہمکو وصال پردے مین

نازنین تخلص مرزا علی بیگ ریختی گوی دہلوی بخلاف جان صاحب کے انکے ریختی مین کچہ کچہ شاعری کا بھی لطف ہوتا ہے

نازنین اتنا بھی ہرجائی پنا   یہ تمہارے آگیا کیا دھیان مین
روز اک دیگر نئی ہین مہمانیان   روز رہتے ہو اسی سامان مین

نساخ تخلص جامع اوراق +

نہ مسی ہون کہ لب لعل تلک اوسکی پہونچون   نہ تو سرمہ ہون کہ ہو اپنا گزر آنکھون مین
کیا کہون حال مین اپنا کہ مین کیا ہون نساخ   صورت خار ہون کیا ہو مرا گہر آنکھون مین

ولہ

صحبت غیر سے نہ مکرین آپ   وہ صفا عارض و جبین مین نہین
نقش دندان غیر ہین لب پر   نام میرا ہے اس نگین مین نہین

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

کل بت رشک پری نے چوڑی والی سے کہا   روز لاتی ہے بنا کر تو تہمانی چوڑیان
دیکھ تو آنکھونکی اندھی کچہ بھی ہے تجکو خبر   یہ تو میری نوجوانی اور یہ پرانی چوڑیان

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کوے قاتل کا یہ قاصد ہے پتا   نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
تیرے رہتے ہین خطون کے پرزے   پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین

ولہ

انکو عوض مرے جرم و گناہ بے حد کا   الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین
کہین کہین نہ عدو دیکہکر مجہے محتاج   یہ اونکو بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین

ردیف واو

انس تخلص مولوی عصمت اللہ ولد چودہری رحمت اللہ مرحوم باشندۂ قصبہ پنڈوہ ضلع ہوگلی سال تولد انکا ۱۲۳۵ ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہین ذہن مستقیم رکھتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے ابتدی سے نہایت ذوق ہے بڑے پرگو ہین شعر اچھا کہتے ہین ایام صبا سے دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو

قطعۂ منتخب

دکھلاتے ہین کلکتہ مین انکے بہت شاگرد ہین صاحب دیوان ہین

بشر انسان کہو کیونکر تمہین ای نور کی پتلی ۔ فرشتہ ہو پری ہو کیا کہون تم حور جنت ہو
قمر پیکر ہو تم زہرہ جبین ہو مہر سیما ہو ۔ حسین ہو نازنین ہو خوبرو ہو خوبصورت ہو

انشا تخلص میر انشا اللہ خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کیون مری چاک گریبان سے بہلا او تجہا تہا ۔ ابہو بخت تجہے پہر آ لگے یہ زنہار نہو
کہولے دیتا ہون ترے کان ابہی سے انگل ۔ ایسی تقصیر کبہی پہر یہ خبردار نہو

ولہ

میرے ہی سر کی قسم ہے نام جانے کا نہ لو ۔ مجہکو بیٹہو آج اگر تم اپنے گہر جا و رہو
اب جوان تعقل الہی ہو چکے کیا ڈر تمہین ۔ آؤ بیٹہو کہیلو کودو لوٹو پوٹو سو رہو

تجبر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندہ لکہنو شاگرد شیخ امام بخش ناسخ عروض و قوافی مین اچہا دخل رکہتے ہین راقم سے ان سے لکہنو مین ملاقات ہوئی تہی دیوان انکا نظر سے گذرا

ایک پیونری آبہلکے یہ دو حرف ۔ دوستو یار کو روانہ کرو
جلد آؤ کہ دم نکلتا ہے ۔ مجکو بیٹہو اگر بہانہ کرو

بقا تخلص محمد بقا اللہ مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

گر قتل کیا بقا کو خو بو ۔ اسباب کو منہ سے مت لگا لو
پنہان ہے بہلا ہے خون عاشق ۔ جانے دو اب او سپہ خاک ڈالو

بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی مرحوم دہلوی شاگرد مرتضی قلی بیگ فراق و مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شعر گوئی مین اچہی مشق رکہتے تہے اکبر آباد مین سکونت اختیار کی تہی وہین راہی ملک بقا ہوئے سعادت خان ناصر نے جو انکو اپنے تذکرہ مین میر محمدی متخلص بہ قربان سمجہکے مین ثنا اللہ فراق کا شاگرد لکہا ہے غلط ہے صاحب دیوان گذرے ہے

بیدار تو اس جہان مین آگر ۔ جو چاہے سو میرے یار کیجو

ہو پر جس سے گرے کسو کی دل سے … وہ کام نہ زنہار کیجو

تراب تخلص حضرت تراب علی شاہ حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

کہدیجیو یہ بات اور سمجھائیو اوسکو … یاروں سے ہمارے جو سعید ازلی ہو
دنیا میں سدا رہنے کو آیا نہیں کوئی … لاحق ہے اجل سب کو نبی ہو کہ ولی ہو

تمنا تخلص میر اسد علی خان اورنگ آبادی اور کچہ حال انکا معلوم نہوا +

بہلا سنو تو مری جان چپ رہوں کبتک … کہوں فراخ مبارک یہ گر ملال نہو
تمہارے رخ کو جو گہیرا ہے خط کے سبزہ نے … یہ دود آہ کا میرے کہیں وبال نہو

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

ایسے بیرحموں کی مجہکو دام میں لایا ہو جو … کوئی تو کہتا ہے اسکے توڑکر پر چہوڑ دو
اور کوئی بیدرد یہ کہتا ہے بیدردی سے آہ … گر تماشا دیکہنا ہے ذبح کر کر چہوڑ دو

ولہ

سنکے کوچے میں ہمیں بام سے تم جہک تکتے تہے … یا تو منظور تہی یوں شکل دکہانی ہمکو
یا فغاں سنکے بہی کچہ منہ سے نکلتی نہیں بات … چہوڑی پردے میں بہی آواز سنانی ہمکو

ولہ

بزم خوباں میں بہلا ہجر میں اوسکے ہمدم … بیٹہیے کس شکل دل اپنا کوئی بہلانے کو
آنکہ اوٹہاتے ہی کسی شوخ کی تصویر کی شکل … سامنے آن کہڑی ہوتی ہے دبکانے کو

ولہ

مت جا تو گلی میں اوسکی ہر دم … کہتا ہوں یہ بار بار دل کو
پر جائے بغیر آہ جرأت … یک لحظہ نہیں قرار دل کو

ولہ

میں کہا دیکہی ہے سینے خواب میں بردیار … دوستو مجہسے کہو اس خواب کی تعبیر کو
آہ اس بد کور کو سنتا تہا وہ قاتل کہیں … آن پہنچا سر پہ میرے کہینچکر شمشیر کو

وله

خانۂ یار کے گرد آٹھ پہر پہرتا ہون — بیقراری نے تو یہ چال سکھائی مجھکو
غیر پر کرتے ہین وان رخنۂ دیوار کو بند — تا جہلک اوسکی ذرا دے نہ دکھائی مجھکو

وله

فائدہ کیا ہے جو تنہائی مین گزری جرأت — خضر کی طرح سے جو عمر یہ طولانی ہو
یہ غنیمت ہے کوئی دم جو خوشی سے گذری — ابر و باغ و چمن و یار و غزلخوانی ہو

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

اونکے یان رات مین خفا ہوکر — لگ کے رونے لگا جو کونے کو
مجھپہ جہنجہلا کے یون لگے کہنے — کیا کہون تیرے غصہ ہونے کو
منہ پہ آنسو دہرے ہی رہتے ہین — آگ لگجاے ایسے رونے کو

حیدر تخلص نشی مصطفے حیدر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

دوستو کسنے چرایا دل سوزان کو مرے — یک بیک ہو گیا سینہ مرا ٹہنڈا دیکھو
دیکھو وہ آنکہ چراتے ہین چراکر دل کو — چور پکڑا ہے ابھی ہمنے بہی کیا دیکھو
لوتکرنے بہی لگے سنتی تو کہو لو صاحب — پڑ گیا تہا تہ مین کیسا یہ پہپہولا دیکھو

درد تخلص حضرت میر درد قدس سرہ حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

دل نالان کو یاد کرکے صبا — اتنا کہنا جہان وہ قاتل ہو
نیم بسمل کوئی کسیکو چہوڑ — اسطرح بیٹہتا ہے غافل ہو

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

رہی ہر طرح سے صیدی کی کبوتر کی طرح — ہاتہ سے اوس بت بیدرد کی ایذا ہمکو
صید ہی مین نہ فقط ذبح کا کچہ فقد رہا — صلح بہی ٹہہرے تو پہر کاہے کے چہوڑا ہمکو

رند تخلص سید محمد خان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

مجھسے خلوت کی ملاقات رہی — روز جلوت مین بلایا نہ کرو
واسطے بندے کے بدنامی ہے — جان صحبت مین بٹہایا نہ کرو

سودا تخلص مرزا رفیع حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

اے نسیم سحری مہر و مروت سے دور
بے نہایت نظر آیا یہ گلستان مجھکو +
ایک گل تک مرا مانع نہوا چلتے وقت
خار نے بھی تو رکھا کھینچ کے دامان مجھکو

سوز تخلص محمد میر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

گالیان تو لبون سے خوب ہی دین
کبھی بوسے کی بھی اجازت ہو
کچھ بڑی بات تو نہین واللہ
چوم کر لین اگر عنایت ہوا

شہیدی تخلص منشی کرامت علی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

اٹھہ بوسون پہ ہوئی تو کرار یک بات او باش کا
صبح کے دو شام کے دو روز کے دو شب کے دو
شب جو ہم بوسے اونکے لب سے ہم لینے لگے
کہکے یون یہ ایکی دو یہ جب کے دو یہ تب کے دو
بولی وہ جہنجھلا کے ناغہ کب ہوا تھا آپ کا
ہاے یہ کس دن کے دو کس رات کے دو کب کے دو

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

الٰہی تجھکو سب قدرت ہے بلبل کو ملا گل سے
جو تیری سب نصیب ہسکو ہی وصل بہر و بستان ہو
نہ پروانہ بھی اپنے شمع سے ہرگز جدا ہووے
سمندر بھی ہمیشہ مجمر و منقل مین سوزان ہو
رسائی ہو وہی ہر ذرہ کو بھی خورشید تک حاصل
چکورونکو بھی ہر صورت سے قرب ماہ تابان ہو
یہ جس دم مل چکین سب طالب و مطلوب آپس مین
پھر اون سبکی تصدق سے مجھے بھی وصل جانان ہو

اے اہل دول کیا ہے یہ تمکین و تمکن +
ولہ
آخر کو یہ یک روز مکان ہو نہ مکین ہو
سنجاب یہ کمخواب پہ قائم جو نہ رکہ پاؤن
تیلا ہے ترا خاک کا تو خاک نشین ہو

ولہ

کفش بردار ہی کی تقریب سے یک مہوش کے
اوسکی محفل مین ہوئی کل جو رسائی مجھکو
لیگئی متصل اوسکے مجھے بیتابی دل
عقل کرتی ہی رہی چشم نمائی مجھکو
دیکھکر میرے دل زار کی بے صبری تمام
یون لگا کہنے بتا کر وہ رکھائی مجھکو
ہے ترے دل کے ستانے مین مری کوتاہی
گو تیرا اس مین کچھ ساری خدائی مجھکو

ولہ

ہاتہ سے میرے کسطرح اے غیر — دامن اوسکا جدا کرے گا تو
فرض سمنے کیا کہ یون ہی ہوا — کشش دل کو کیا کرے گا تو

ولہ

پردۂ گل مین کب تلک ای دوست — شکل بوکی رہا کرے گا تو
ایک دن تجہکو دیکہ لینا ہے — بارکب تک چہپا کرے گا تو

ولہ

کہتے تہے ہم طپش دل اوسکو نہدے — اور جو دیگا برا کرے گا تو
تونے کہنے پہ کچہ عمل نہ کیا — ہم بہی اب دیکہین کیا کرے گا تو

ولہ

آزمایا ہمنے یارون کو سدا ہر رنگ مین — کیا کوئی لیوے جہان مین دوستی کے نام کو
گلفشانی کی توقع کیا کہ میری قبر پر — بہولون کے دن بہی نہ لائی اوس بت گلفام کو

ولہ

طپش کیا کہیے کل ناحق مونس ہوسکے ہم سہوا — بہلاے سہل پر دے بیٹہی دل اوس یار قاتل کو
سو اب جسمین ہے کہیے اوس سے یہ سود نہین بنتا — وہ اپنا بوسہ لے ہمسے اور اب پہیر دے دل کو

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

غافلو ہو کہ نہو تمکو سفر مین کچہ سود — ساعت نیک سمجہ سے مگر ہوتے ہو
لیک جب جاتے ہو دنیا سے سوی ملک عدم — نہ کوئی دن نہ کوئی وقت سفر پوچہتے ہو

عشق تخلص حکیم میر عزت اللہ خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

بلبل تو محبت بہولی ہے اوس گل پہ کہ جسکو — گوش شنوا ہو نہ ذرا چشم حیا ہو
چل ساتہ مری تجہکو دکہادون وہ مہ صدا — آنکہون سے نہ دیکہا ہو نہ کانونسے سنا ہو

قربان تخلص سیر محمدی دہلوی عرف میر کلوث گرد شاہ اللہ خان فراق +

ہاتہ پکڑا جو مین کہا اے واہ — کچہ دوانی ہوئی ہو دیکہو

فقو نتب

چہوڑ دو مجکو مرے میر کی قسم — پہر آشنا کوئی نہو دیکہو

مرزا تخلص نواب محمد حسن خان دہلوی مقیم بنارس خلف نواب جعفر خان عامر سودا

اگر اب ہے جو تمہارے ہی در او پر مرزا — دمبدم اوسکو اوٹہاتے ہو بہلا کاہے کو
جب وہ غربت زدہ جاتا ہے تو سوکر کے خرجے — پہر اوسے آپ بلاتے ہو بہلا کاہے کو

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا بیشتر لکہا گیا ہے +

وہ جو عاشق ہین اپنے ہاتہون سے — پہینک دیتے ہین کاٹ کر سر کو
مصحفی قتل گاہ عشق کے بیچ — نہین تکلیف دست و خنجر کو

ولہ

یکایک کر گذرتی ہو وہی جان — جو کچہ تم اپنے دلمین ٹہانتے ہو
فرض ہو آشنا اپنے ہی ضد کی — کسیکی بات کو کب مانتے ہو

ولہ

میرے نامہ کو سحری نہ پڑہو — اک ذرا اسکو بیٹہ کر دیکہو
مدعا بہی نکل رہے گا کہین — پڑہے جاو نہ پیشتر دیکہو
ہو چکی نامہ جب تمام تو پہر — ہے عبارت جو پشت پر دیکہو
کرکے اول سے تا بہ آخر غور — پہر مکرر جا ہو تم اودہر دیکہو

ولہ

ارادہ گر کرون شکوہ تو وہ ملتا نہین مجسے — جو جاہون دنکو تو آتی ہے لوگون سے حیا مجکو
نہ دن کو چین نے رات کو نیند آوے معاذ اللہ — کیا ہے اوسکی چاہت نے گرفتار بلا مجکو

منجو تخلص منشی اسد اللہ عرف میان علی جان حال انکا بیشتر لکہا گیا ہے +

فائدہ خاک ہو نصیحت سے — عاشق خستہ حال و مضطر کو
مغز کہاتا ہے کیون عبث ناصح — جونک لگتی ہے کوئی پتہر کو

مومن تخلص حکیم مومن خان مرحوم حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

جب کہا میں نے کہ تم بیداد کرتا آشنا + — نے مروت ہو خفا بیگانہ احباب ہو

ہنسکے فرمایا کہ مین تو خیر جو کچہ ہون سو ہون ۔۔۔ تم بہی تو بے چین ہو بے صبر ہو بیتاب ہو

گستاخ تخلص راقم اوراق +

جب کے قبضہ مین کہ ہے رشتہ جان گستاخ ۔۔۔ اوس مسیحا کا پڑا وصف جو لکہنا مجہکو

صوف ہو تار شعاع اور ہو خورشید دوات ۔۔۔ چاہیے ہر قلم سوزن عیسےٰ مجہکو +

ولہ

جو بیوفا او نہین کہتا ہون مین تو شوخی سے ۔۔۔ وہ کہتے ہین سنو اپنی زبان کو تہام تو لو

یہ بیوفا کسے کہتے ہو خیر ہے صاحب ۔۔۔ وہ مین نہین ہون کوئی اور ہو گا نام تو لو

ولہ

ہمارے حال کو یون دیکہ دیکہ کر ہمدم ۔۔۔ عبث خموش ہو کچہ بہی زبان سے کام تو لو

جو ہو سکے تو سناؤ کسی کو حال اپنا ۔۔۔ نہو تو بہر تسلی کسی کا نام تو لو

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

ٹک ادہر سنہ تو کرلے آشنا نا انصاف ۔۔۔ دیکہ تو ہم بن حجاب رخ دلدار کہ تو

درمیان سد سکندر ہے اوٹہانے کنے ۔۔۔ دیکہنے کا نہین مین اوسکی روادار کہ تو

ولہ

برقع مین نہین ہے اوسکی جالی ۔۔۔ ٹک دیدۂ غور سے تو جہانکو

کہینچے ہے وہ شوخ جنتری مین ۔۔۔ تار رگ جان عاشقان کو

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکہنوی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے +

بے یار ذوق کب ہے شراب وکباب سے ۔۔۔ پروا نہین ہے اب ہمکے ساقی ہو یا نہو

خون جگر پیا نہو جسنے وہ مے پیے ۔۔۔ کہائے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ردیف ہاے ہوز

بقا تخلص محمد بقاء اللہ مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

گر اسی طرح کرے گشتہ حیرت اپنا ۔۔۔ دمبدم مجہکو دکہا کر رخ یار آئینہ

بس یقین ہے کہ ملک نامہ اعمال کی جگہ — آ مرے ہاتھ مین ورین روز شمار آئینہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش ہمال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

واے حسرت کہ جب لیکے جنازہ جو مر — لوگ سب روتے ہوئے کوچہ دلدار کی راہ
شور و غل سنکے بھی از راہ تغافل او سنے — نہ ذرا جھانکلیا روزن دیوار کی راہ

ولہ

آئے نظر کل ایک مرقع مین ناتوان — مجنون سے بھی فزون کسی بیمار کی شبیہ
تو ہنسکے مجھکو کہنے لگے چتونون مین وہ — لو تم بھی دیکھ لو یہ ہے سرکار کی شبیہ

ولہ

شب وصال مین وحشی سا دیکھ مجھکو وہ شوخ — کہی ہے دیکھو بس آگے نہ تم بڑہاؤ ہاتھ
تمہارے ہاتھ نہ آیا ہون مین نہ آؤن گا — مری بلا سے جو تم کاٹ کاٹ کھاؤ ہاتھ

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ہے باغ جہان مین جسے کہ ہمت عالی — کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
لیتے ہین بشہ شاخ ثمر ورکو جھکا کر — جھکتی ہین سخی وقت کرم اور زیادہ

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

قطعہ

کہا رنگین نے ہے دہوان میری — گورے پاؤن میں نیلی بڑی دیکھ
پہلے کچھ بڑ بڑا کے ہونٹون مین — کہا بینے کہ اپنی ایڑی دیکھ

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

دوستو حق مین ترقی و تنزل اپنی — کیا کہین ہم کہ زمانے سے ہوا کیا کیا کچھ
ضعف و ناطاقتی و سستی و اعضاشکنی — ایک گھٹنی مین جوانی کی بڑہا کیا کیا کچھ

شاکر تخلص منشی عبد السبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ افتخر صاحب سلمہ ہین

کہنے لگا وہ شوخ یہ جھنجھلا کے ناز سے — دیکھا جو مجکو اور کسی مہ لقا کے ساتھ

دو دن مین حال آپ کا کچھ اور ہو گیا + — بس خوب ہم سے پیش تم آئے وفا کے ساتھ

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

غمخوار یار کے تنہا کہتے تھے کل طپش سے — ڈرتا ہون ہو نہ تجھکو آزار رفتہ رفتہ
دکھلا نگی کیسی گو کمبخت آنکھ یہ کر — کرتی ہے چشم بازی بیمار رفتہ رفتہ

غربت تخلص حکیم غلام نبی مرحوم باشندۂ رامپور شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان گذرے

جب کہا سینہ سے سینہ ہو جیے اس طور سے — جیسے رکھتے ہین ملا کر آئینہ پر آئینہ
بولے اس نازکت سے چھاتی پر سینہ تھپا — چاہیے تجھ پہ تجھ آئینہ پر آئینہ

قوس تخلص مرزا محبوب علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

صحبت اغیار مین تھے رات کو مکرین نہ آپ — ذرہ ذرہ حال ہے صاحب کا مجھپر آئینہ
منہ ہے اترا گال نیلے ہین اور آنکھین سرخ ہین — ہو گئے شرمندہ جو دکھلادون اوٹھا کر آئینہ

محسن تخلص میر محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر و رشک متوطن خوست باشندۂ لکھنئو تذکرہ انکا نظر سے گذرا

صاف سجے ہر شجر گل پہ عروسانہ بہار — ہر چمن باغ مین عشرت کا بنا کاشانہ
دولہا گلچین ہے بنات آج چنی جاتی ہے — پھول مصری ہے سر شاخ دلہن کا شانہ

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے +

خسرو کے سر پہ وہ زر تاج خسروی — لے رکھیا وہ چتر فلک سا ہے جم کے ساتھ
کیسی اب اونکی دہوپ مین جلتی ہین تربتین — سایہ مین یان پلے تھے جو ناز و نعم کے ساتھ

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

گھر مین بیٹھے تھے کچھ اداس سے وہ — بولے سب دیکھتے ہی میرا منہ
ہم بھی غمگین سے ہین آج کہ مین — صبح اوٹھے تھے دیکھ تیرا منہ

ولہ

شعلۂ شمع کا حسد نہیں تہو
اس قدر بہی بلند پروازی
تیغ تو اک طرف مژہ رکہو دیکہ
اے پتنگ اپنے بال و پر کو دیکہ

ولہ

بیدم سا پڑا تہا کوئی اوس کوچے مین آ اونکے
اس رحم کے صدقے وہین گہبرا کے کہا ہان
ذرہ سے مین آ جہانک کے دیکہا جو کہین یہ
جا کر کوئی دیکہو کہین مومن تو نہین یہ

ردیف یاے تحتانی

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کیا ہے اونکو زمانہ نے تشکل مو ضعیف
دلا تو دیکہ تو رنگ اونکی چشم عبرت سے
زیادہ تر جو فلک سے سیاہ رکہتی تہے
کمر پتلی وہ جو جسم کی سہی جا رکہتی تہی

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

نہین ہرگز ہمین مطلوب اے خضر
کہ آب خنجر قاتل سے ہر دم
مبارک تجکو ہو یہ زندگانی
ہمین حاصل ہے عمر جاودانی

ولہ

خفا نامہ سے ہوتا ہے وہ قاصد
پر آنا کب ترا دل کو یقین ہے
مرا پیغام تو کہیو زبانی
کہ جان رفتہ ہے تو یار جانی

ولہ

کیا ہے امتحان ہمنے جہان مین
موے جسدم تو پہر کتنے ہین سب لوگ
کہ ہے بے قدر عہد زندگانی
نہ دانستیم ما قدر فلانی

آزاد تخلص کپتان الکزنڈر ہدرلی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے
ابرو نہو تو تیغ ستم ریز کہینچیے +
خود نقص آپ مین نہ مرے جان نکالیے
مژگان نہو تو خنجر بران نکالیے

اسیر تخلص منشی مظفر علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

بد مزاج آپ اگر ہین تو ہمین بھی کیا کام
خوش رہو خوش رہو صاحب یہ رکھائی کیسی
بے ابل جان سے کہو یا ہمین دو باتون مین
ہو سیحا تو یہ اعجاز نمائی کیسی +

وله

اتنا کہون ظالم سے جو اوس بزم مین ہر گز ہون
تقدیر کی تائید سے طالع کی مدد سے
بڑھ بڑھ کے یہ عشاق سے اچھی نہین باتین
کچھ خیر ہے صاحب کہ بڑھے جاتے ہو حد سے

وله

ای صنم بندۂ درگاہ ہین ہم جھوٹ نہین
تجکو چھوڑین نہ اگر ساری خدائی چھوٹے
جاکے جنت مین بھی مانگین تری کوچہ کی ہوا
سلطنت پر نہ کبھی بوسے گدائی چھوٹے

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان عرف بھوری خان دہلوی عزیز سعادت خان بن مکرم خان شاگرد میر محمدی مائل و فرزند علی مضمون قوم افغان سے تھے آخر ایام مین شعرگوئی ترک کرکے کسب باطن کی طرف مشغول ہوئے تھے ان کے بیشتر مقطع مین زلف کا مضمون ہوتا ہے صاحب دیوان گذرے ہے

کل جو بہ عمد بزم مین کر اوسکے مینے راہ
فن سے کمین سے داؤ سے حیلہ سے گھات سے
پوچھا مزاج آپ کا کس چیز سے ہے خوش
قصہ سے داستان سے حکایت سے بات سے
کہنے لگا بتاتے ہین آپ کس سے خوش
دشنام سے طمانچہ سے گھونسے سے لات سے
مینے کہا اوسے کہ جو بخشیے عطا
اپنے کرم سے لطف سے اور التفات سے
ہر تو یہ ہین وہ چین بہ جبین ہو کے یون اوٹھا
اس منہ سے اس شعور سے اس واہیات سے

اصف تخلص آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

ایک دن یار سے یہ مینے کہا
اتنو ہم طاقت و توان سے گئے
ہنس کے کہنے لگے کہ اے آصف
یہی کہہ کہہ کے لاکھون جان سے گئے

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی فرمان روا ے دہلی وصال انکا سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین ہوا ہے

حال انکا مانند آفتاب عالم تاب کے روشن ہے محتاج بیان نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

صبح اونہ جام سے گزرتی ہے — شب دلارام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے — اتنو آرام سے گزرتی ہے

افسوس تخلص میر شیر علی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

مینے کہا جب اوس سے کہ اے یار بیوفا — تجھسے بھی تیرے دوستی دور و نزہی رہی
ہنسکر کہا تب اوسنے کہ بس لگ نہ مل بہت — اسمین ترا اجارہ ہے جبتک رہی رہی

ولہ

مینے اوس سے یہ کہا مین رہی تنگ دلکو — ایک ساعت بھی جو تو میری ہم آغوش رہے
سنتے ہی ہنسکے وہ یون کہنے لگے دور بھی ہو — کیون رہون تیری بغل مین مری یا پوش رہے

ولہ

کون ہوتا ہے خفا سکو بر الگتا ہے — آرزو تیری ہر اک شخص کو ای یار رہے
ہمکو کیا کام خریدار ترا عالم ہو — یا آلہی تری نت گرمے بازار رہے

ولہ

عبث ہے سوچ تجکو نامہ بردی شوق سے مجکو — کوئی جھڑکی کوئی گالی اگر اوسکی زبانی ہے
ادا و ناز کی رسمون سے تو واقف نہین مطلق — ارے نادان یہ تو عین اوسکی مہربانی ہے

ولہ

جون کہا مینے کہ اب پردہ اوٹھا و بے حجاب — طالب دیدار سے منہ کا چھپانا منع ہے
سنکے ہنسکے یون لگا کہنے کہ سچ کہتا ہے تو — پر ہر اک کم ظرف کو جلوہ دکھانا منع ہے

الشیخ تخلص متولوے عصمت اللہ حال ان کا بیشتر تحریر ہوچکا ہے

وہ ہے اور عیش و طرب ہے اور ہی دور فرح ہے — قہقہا ہے رنگ ہے اک جوشش مستانہ ہے
مین ہون اور رنج و الم ہے درد ہے فریاد ہے — نالہ و شور و بکا ہے آہ بیتابانہ ہے

ولہ

اودہر ناز و ادا ہے ادہر شوق و نیاز — ہے شب مہتاب میں ہوں صحبت جانانہ ہے
باغ ہے ابر و ہوا ہے اور چھائی ہے گھٹا — شیشہ و جام و صراحی ہے خم و پیمانہ ہے

ولہ

جسم یوں روح سے لگا کہنے — تن سے جب ہو کے بیقرار چلی
چھوڑ کر ساتھ ایک عمر کا آج — حیف اے جان غمگسار چلی

ولہ

بھلا وہ مایۂ تاب و توان فرسیت ہی جب ہے — نہ طاقت تن میں ہے اپنی نہ آنکھوں میں بصارت ہے
جگر بے چین دل بیتاب جان بے صبر ہے تن میں — نہ کھانا ہے نہ پینا ہے نہ سونا ہے نہ راحت ہے

ولہ

بغل میں تم جو بیٹھے ہو تو کیا ہی چین ہے دل کو — نہ اب رونا تڑپنا ہے نہ وہ آنسو بہانا ہے
نہ وہ صدمہ نہ وہ ایذا نہ وہ رنجش نہ وہ غصہ — نہ وہ فریاد و افغان ہے نہ اب وہ تلملانا ہے

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

مجھے لپٹ کے اختر شب یار نے کہا — کیا جانے اندنوں کی یہ کیوں رات گھٹ گئی
کمبخت تھا ہوا خلل انداز خواب میں — ہے ہے خروس صبح کی چھاتی نہ پھٹ گئی

ولہ

کیا منہ بنا رہی ہو اللہ ری رکاوٹ — گویا کہ آشنائی گاہی تھی کسی سے
لو ہاتھ جوڑتا ہوں بس کیجے جرم بخشی — تقصیر بھی تو یعنی ہوتی ہے آدمی سے

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگھ عرف کاکا جی ولد راجہ بینی بہادر بہادر تخلص کہ ارکان دولت نواب شجاع الدولہ بہادر میں تھے شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ شعر فارسی بھی کہتے تھے نہایت شکیل جوان تھے سنہ ۱۲۱۲ ہجری میں انتقال کیا بعض تذکرہ والوں نے انکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکھا ہے اسپر اعتبار نہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

دیکھ تو ہمسے راست بازوں سے — تو نے اختر یہ کج ادائی کی

ہم سے رکھکر غبار ناطر مین — جاکر اغیار سے صفائی کی
اے دل آزار تو ہی کر انصاف — ہے یہی طرز دلربائی کی
عہد کیا کیا تھے اور قول و قرار — آہ تسپر بھی بیوفائی کی

تجلی تخلص میر محمد حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

جانب شہر عشق آمت جب — رہ تجلی یہ راہ مشکل ہے
رو کے بولا کہ اب تو جاتا ہون — خواہ آسان خواہ مشکل ہے

تراب تخلص شاہ تراب علی رحمۃ اللہ علیہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

چشم عبرت سے ہمنے دیکھا خوب — اس جہان کا عجیب عالم ہے
یکطرف شور و غل ہے عیش و خوشی — یکطرف آہ و درد و ماتم ہے
پھول ہنستا ہے اور کلی چپ ہے — منہ پہ دونوکی روئی شبنم ہے

ولہ

مرگیے ہم اسی تفکر مین — اسی حیرت مین ہم جہانسے گئے
وائے حسرت تراب بار دگر — پہر نہ آئے جو کوئی یان سے گئے

ولہ

عاشق کو نہین تاب جدائی کی زیادہ — کوئی گوش گزار اوس سے یہ کردے کسی ڈھب سے
دکھلاوے جھلک آج نکر وعدۂ فردا — مشتاق ترا تشنۂ دیدار ہے کب سے

جانصاحب تخلص میر یار علی ریختی گو حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

طوفان کے لگانے سے ہوگا نہ بیڑا پار — دیکھا کسیکے ساتہ تہا تالاب پر سے مجھے
وہ تو شرک تہی ہاتہ پکڑ لیتیے بیدہڑک — میرا تو ڈر تہا یہ تمہارا تہا ڈر مجھے
تم پانی پانی شرم سے ہوتے اجی فقط — مین ڈوب مرتے اتنی تہی غیرت مگر مجھے

ولہ

حلوائی کی دکان کی پھبتی نہ کیون کہون — ذرات آسمان مٹھائی کا تہال ہے
ہے چاند اندرسا تو ستارے ہین گولیان — ناخین کرن ہین اور یہ سوجی سہال ہے

ولہ

تم ہو دانا ولایتی خانم | بولو کیا وجہ تین چار گری
یہ گلہری نہ ہے ہوا چلتی | خود بخود ٹوٹ کر انار گری

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

بہانہ کرکے بیماری کا وہ کیا کیا کراہے ہے | خدا ناکردہ اب اپنے تئین بیمار ڈالا ہے
کہ دیکھون سنکے اسکو کون اب جیسے گزرتا ہے | محبت آزمانے کا نیا یہ ڈہب نکالا ہے

ولہ

ہاے یہ روداد کسکے روبرو کیجیے بیان | چار دن مین جو تماشا سا دکھایا آپ نے
یعنی پہلے بے تکلف پاس ٹہلایا اور آہ | لگ گیا جب دل تو یک یدہ لگایا آپ نے

ولہ

اوسے تو نفرت لگی ہے اپنی صورت سے | اور اس گمان مین سو پیچ جسم و جان پہ ہے
کہ اپنے دل مین یہ اب بندھ گیا ہے دلپر وہم | خیال یار کا شاید کہ امتحان پر ہے

ولہ

یہی ہم چیکے چیکے بیٹھکے آہین کھینچتے ہین جرأت | بہبہو کا سا کبہو جو اسطرف وہ آن نکلے ہے
خدا رکہیو اسنے تنگی جاں گلے سے آنکر جلدی | مسوسین دلکو کیتک ہاے کافر جان نکلے ہے

ولہ

چوری چھپے نہ دیکھنے پاتا تہا جو تجھے | اب دیکھ اوسکو جان مری ہاے جاے ہے
یعنی کہ در تلک بھی رسائی نہین جسے | اور وہ خوشی سے گہر مین ترے آئے جائے ہے

ولہ

حیرت زدہ تم دیکھکے کیون کہتے ہو مجھکو | کیا جی لگی اوس پاس کہ جو دیکھو نہ بہالے
وہ اور ہین رکھتے ہین جو منہ دیکھی کی الفت | مرتے ہین اک بات پہ ہم چاہنے والے

ولہ

اسپر جرأت کی عجب حالت ہے | جی اوسے دیکھکے گھبراتا ہے

وہ بدم کہینچی ہے ایسے دم سرد — اشک گرم آنکہو نہین بہر لاتا ہے
بستر غم پہ تڑپتا ہے پڑا — نہ تو مرتا ہے نہ چین آتا ہے
نیند اوڑ جاتی ہے ہمسایون کی — ایسا راتون کو وہ چلاتا ہے

ولہ

نصیحت مان لو میری نہو عاشق کہین یارو — اوٹہاوگے بہت خواری بہت آزار دیکہوگے
لگے گی آگ سینے مین جگر جل جائیگا غم سے — بہینگے اشک آنکہون سے فرہ خونبار دیکہوگے
مرے مانند کہو بیٹہوگے دل کو پہر نہ پاؤگے — بلا مین مبتلا ذرات جان زار دیکہوگے
جو آفت جو ستم جو قہر یہ تمکو دکہائیگا — چلے گا کچہ نہ چارا اور تم ناچار دیکہوگے

ولہ

مرض عشق سے یہ حال مرا ہی کہ طبیب — اب تشفی کے لیے مجکو دوا دیتا ہے
اور صحت کی جو پوچہو تو کسے ہی اسید — ایسے بیمار کو اللہ شفا دیتا ہے

ولہ

تہا وصل جن دنون مین تو کہتے تہے دلمین ہم — صحبت ہماری چرخ کو بہی خوش نگر لگی
سو خواب مین بہی اب نظر آتے نہین وہ عیش — افسوس ہے ہماری ہی اوسکو نظر لگی

ولہ

لوگ گر ہمسے یہ کہتے ہین کہ چلتے ہو جی وان — اپنے بیگانے سب اوس بزم مین ہین آئے ہوئے
دل مین تو سوچ کے اسباب کو رو دیتے ہین — کیا کہین اونسے کہ ہین ہم تو نکلوائے ہوئے

ولہ

گر کہین ہم لیکے دل تم جان کے خواہان ہوئے — جی جلا کر خاک مین ہمکو ملایا آپ نے
تو بدن جنبش مین لا کر کہتے ہین کس تا دے — ہم تو ہین ایسے سے پہر کیون دل لگایا آپ نے

ولہ

یک عمر سے ہمکو دیکہنے کی — جس پردہ نشین کی آرزو ہے
سو کیا ہے غضب کہ آجتک بہی — پردے ہی مین اوس سے گفتگو ہے

ولہ

روٹھنا اوسکا وہ میرا آمنانا اب کہان … روکے کہتا ہون یہی جب سے فراق یار ہے
ہاے وہ لڑنا ہی اوسکا تھا غنیمت وصل مین … صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بہی دشوار ہے

ولہ

کیا بیان کیجیے جرأت کے نہ آنیکا سبب … کوئی بیتاب یہ کیونکر ترے درتک پہونچے
ہے یہ حال اوسکا کہ بستر پہ ادہر سے اودہر … شام سے قصد کرے ہے تو سحر تک پہونچے

ولہ

دو چار قدم فرش پہ گل کے جو پہر اگل … سو ناز و کرشمہ سے وہ دامن کو سنبہالے
اللہ ری نزاکت کہ وہین آتش گل کے … گرمی سے ترے پاؤنمین اوسکی کئی چہالے

ولہ

بار ہی کچہ جذبۂ دل نے تو اثر اوسکو کیا … اب جو آتا ہے سو فردہ یہ سناتا ہی مجھے
مُنہ ترے گہر کی طرف کرکے یہ کہتا ہی وہ شوخ … اسطرف کو کوئی کہینچے لیے جاتا ہی مجھے

ولہ

سنکے جرأت کا وہ ترانۂ غم … بولا خوش سکو ایسا راگ لگے
مجکو رسواے خلق کرتا ہے … اے ترے چاہنے کو آگ لگے

ولہ

دم ہو نٹونپہ بیمار محبت کا ہے تیرے … اے مست مے ناز ذرا دیکہ تو چل کے
یان بادہ کشی مین نہو مصروف نکر دیر … وان جام ہے لبریز مبادا کہین چہلکے

ولہ

ظاہر مین گو نبولے وہ شوخ لیک ہمنے … خوبونکی انجمن مین یہ آزما لیا ہے
غصہ ہوا اوٹھ گیا ہے بس وہ وہین جب کسی نے … الفت سے پاس اپنے مجکو بٹہا لیا ہے

ولہ

یار سے مین کہا کہ تیرے لیے … میری آنکھون سے خون جاری ہے

مہربانی سے ہنسکے کہنے لگا — کیون تجھے اتنا رونا بہاری ہے

ولہ

ظلم کب ہمپہ روا ہے کہ ستمگر ہم تو — آپہی اوٹھ گئے تھے کل تری بیزاری سے
آہ پہر رہ نسکے دل کے سبب کیا کیجے — آج پہر آلے ترے کوچے مین ناچاری سے

ولہ

اپنے کوچے مین وہ عیار سنا کر یہ مجھے — کل کسی شخص سے کہتا تہا نکل کر گہر سے
رات سنتے ہین کہ لوگون نے اوسی تاڑ لیا — لگ رہا تہا جو کوئی شخص کسی کے در سے

ولہ

تہا جی مین یہ کہ مجھسے مکرجاے اس لیے — مینے کہا کہ غیر سے پہر تم میان ملے
پر کیا کہون کہ اپنا سا منہ لیکے رہگیا — آنکہین ملاکے جو یہ کہا اوسنے ہان ملے

ولہ

کہتے ہین کہ مکتوب بہی ہے نصف ملاقات — ہو چین مرے دل کو خط اوسکا اگر آوے
پر اپنے نوشتہ سے یہ خطرہ ہے کہ وان سے — تیرے نہ سنانے کہین الٹے نامہ بر آوے

ولہ

یہ حال ہے بیمار محبت کا ترے آہ — افسوس کبہی تونے منگائی نہ خبر بہی
یعنے کہ جو غمخوار تہے اوسکے سو وہی اب — گہبرا کے یہ کہتے ہین کہ ہے ہے کہین مر بہی

ولہ

خوشا حال اونکا جو خمخانۂ ہستی مین کہتے ہین — برنگ شیشۂ مے کیفیت آنسو بہانے کی
کہ شکل زخم ہم آفت رسیدونکی یہ صورت ہے — نہ رونے کا مزا ہے کچہ نہ لذت مسکرانے کی

ولہ

ہن اوسکو شغل گریہ سے بہلا کچہ دل بہلتا ہے — سوا ای ہمدم کہان نوبت رہی آنسو بہانے کی
کہ بجز جرأت نظر آتا نہین کچہ بستر غم پر — گئے وہ دن بہی اب طاقت جو تہی رونے رلانے کی

ولہ

کہا جو مینے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج / کہ مول آپ نے خنجر کئی دو ہمارے لیے
توکیا کہوں کہ وہ منہ سے تو کچہ نہ بولا پر / نگاہیں بولین کہ کتنے ہو کیا تمہارے لیے

ولہ

چلو بخشو گنہ بندے کا صاحب / بٹہاؤ اپنی محفل مین بلا کے
اوٹہا کر آنکہ پہر دیکہوں بحسرت / تو مجکو ماریو گردن بٹہا کے

ولہ

شب جو کل اپنے مقابل ہو گئی ناگاہ آہ / چاندنی مین ایک صورت چمکی چمکائی ہوئی
اوسکے دہوکے سے کیا مینے لپٹ جانیکا قصد / پر وہ نکلا اپنی تو ہمت رسوائی ہوئی

ولہ

گرچہ ہے وصل یار پر یارو / بیٹہیے کس طرح بے خطر کوئی
یہی دونو مرت ہے ڈہر کا آہ / دیکہ لیوے نہ آن کر کوئی

ولہ

وائے قسمت کیا ہین طالع ہائے شامت کیا کہین / گہر مین بلوایا تہا جنکو میرے باعث یار نے
سو یکایک ہو مخالف ہمسے آور ہنکر رقیب / آہ اوسکی عاشقی کا وہ لگے دم مارنے

ولہ

پہرے ہے دور دور اے وائے وہ آج کہینچ / نہ وہ اخلاص ہے ہمسے نہ ربط آشنائی ہے
نظر یہ لگ گئی اونکی جو اونکی وصل مین ہمکو / کہا کرتی تہی لو نہ اتبو آپہی کی بن آئی ہے

حسرت تخلص مرزا جعفر علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے*

صفا و خوبی رخسار آتش رنگ کو تیری / نہ تنہا جب سے دیکہا ہے فقط آئینہ حیران ہے
ادہر خونین جگر ہے لالہ پر داغ حسرت سے / ادہر سنبل کو دیکہا زلف کا تیری پریشان ہے
غرض جتنے عروسان چمن ہین تیری والہ ہین / گل و شمشاد و بندی قمری و بلبل ثنا خوان ہے
سوا اسکے جو کوئی دیکہتا ہے تجکو کہتا ہے / فرشتہ ہے پری ہے حور ہے غلمان ہے انسان ہے

نہین آیا ہے اس نقشہ کا چہرہ دید مین آگے ۔ فلک سے کیا زمین کا اور آیا مہر تابان ہے
غرض جب عقل ہوجاتی ہے حیران تب یہ کہتی ہے ۔ کہ حق کا پرتو ہے جسکا یہ جلوہ نمایان ہے

ولہ

گئے ہم اتفاقاً رات حسرت کے مزار اوپر ۔ جو دیکھا تو بشدت آتش سوزان فروزان ہے
تعجب ہمکو آیا کہول کر دیکھا جو مرقد کو ۔ نہ جسم و پوست باقی ہے نہ نام استخوان وان ہے
مگر یک راکہ کا تودہ پڑا ہے اور اوسمین سے ۔ نپٹ شعلے اوٹھتے ہین اور یک انگر سا نپہان ہے

ولہ

تم جو کہتے ہو کہدو حسرت سے ۔ آہ و فریاد یان کیا نہ کرے
آپ کا اسمین کیا بگڑتا ہے ۔ درد دل کی کوئی دوا نکرے

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

مدت سے ہوا تہا گم پہلو سے ہمارا دل ۔ کوچہ مین خبر پاکر ہم اوسکے گئے لینے
سو جان ہی وان اپنی کہو آئے ہم ای یارو ۔ کیا پوچہو ہوا اور اولٹی لینے کی پڑی دینی

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

پڑی رات داد و ستد کچہ عجب ۔ جو بوسہ کو اوس شوخ سے جا اڑے
لگاتے ہی بس لب سے لب جی دیا ۔ حسن اور لینے کی دینی پڑی

ولہ

یہ جو عالم کے دلمین پہرتے ہین ۔ رات دن مجکو دہیان انکا ہے
پہر کہان ولولے جوانی کے ۔ یہ تقاضا بہی اپنے سن کا ہے

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد مرزا سنگہ دیوانہ پیشتر اصلاح میں بہ بہار رہین رہتے تہے شعر اچہا کہتے تہے بہار رہین مارے گئے قاتل کو بہی ساتہ لیکے

کہانے جو میرے گہر چلیے ۔ اسمین کچہ کم نہو گی محبوبی
تیوری کو چڑہا لگا کہنے ۔ رہ و رسم ادب تو سب ڈوبی
مجہسے کہتا ہے میرے گہر چلیے ۔ دیکہیو اختلاط کی خوبی

ولہ

ہنسنے حیران کو جو دیکھا روتے — بنگئے وہ کہنی کی گھات مری
اونکی خدمت مین ادب سے بیٹھے — عرض کی دیکھی کرامات مری
مین نہ کہتا تہا کہ دل آپ نہ دین — بندگی قبلۂ حاجات مری

درد تخلص حضرت خواجہ میر قدس سرہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے + +

یہی پیغام درد کا کہنا — گر صبا کوی یار مین گذرے
کونسی رات آن ملیے گا — دن بہت انتظار مین گذرے

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے + +

کہون اے ذوق کیا حال شب ہجر — کہ تہی اک اک گھڑی سو سو مہینے
نہی شب ڈال رکہا تہا یک اندھیر — مری بخت سیہ کی تیرگی نے
تب غم شمع سان ہوتی نہ تہے کم — اور آتے تہے پسینون پر پسینے
یہی کہتا تہا گہبرا کر فلک سے — کہ او بے مہر بد اختر کمینے
کہان مین اور کہان یہ شب مگر تہی — مری جانب سے تیری دلمین کینے
سو اس ظلمت کے پردہ مین کیے ظلم — ارے ظالم تری کینہ وری نے
عوض کس بادہ نوشی کے مجہے آج — پڑے یہ زہر کے سے گہونٹ پینے
حواس و ہوش جو مجہسے قرین تہے — قرینے سے ہوے سب بے قرینے
مری سینہ زنی کا شور سنکر — پہٹے جاتے ہین ہمسایونکے سینے
اوٹہایا گاہ او رگاہے بٹہایا — مجہے بے تابی و بے طاقتی نے
کہا جب دل نے تو کچہ کہا کی سورہ — بہت الماس کے توڑے نگینے
نہ ٹوٹا جان کا قالب سے رشتہ — بہت سی جان توڑی جانکنی نے
بہت دیکھا نہ دکہلایا ذرا بہی — طلوع صبح سے منہ روشنی نے
کہا جی نے مجہے یہ ہجر کی رات — یقین ہے صبح تک دیگی نہ جینے
لگے پانی چوانے منہ مین آنسو — پڑہے یاسین سرہانے بیکسی نے

اگر دن عمر کی تھوڑی سی باقی
لگا رکھی تھی میری زندگی نے

کہ قسمت سے قریب خانہ میرے
اذان مسجد مین دی بارے کسی نے

بشارت مجھکو صبح وصل کی دی
اذان کے ساتھ مین و فرخی نے

ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر
کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے

موذن مرحبا بر وقت بولا
تری آواز مکے اور مدینے

ولہ

ای ذوق بس نہ آپ کو صوفی جتائیے
معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی

نکلے ہو میکدے سے ابھی سنہ چھپا کی تم
دابے ہوئے بغل مین صراحی شراب کی

ولہ

تو بھلا ہے تو برا ہو نہین سکتا ای ذوق
ہے برا وہ ہے کہ جو تجھکو برا جانتا ہے

اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے
کیون برا کہنے سے تو اوسکی برا مانتا ہے

ولہ

مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا
کہ رہا مد نظر عشق کا آداب مجھے

ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہو سوا
لیوے اسطرح سے زانو کے تلے داب مجھے

ولہ

قدم سنبھال کے رکھ راہ عشق مین ای ذوق
گزرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہے

جو کوئی آبلۂ پا سے مور بھی ہے تو وہ
ترے ڈبونے کو وہ بھی تنور طوفان ہے

راسخ تخلص شیخ غلام علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✤

راسخ کو کوئی حسرت عشقی نہین صاحب
آلائش خواہش سے دل اوسکا تو بری ہے

اب مٹتے ہے خواہندۂ اک جنبش دامن
وہ مضطرب الحال چراغ سحری ہے

ولہ

شرف میکدہ بیان کیا ہو
یہان کی رند افضل زمانہ ہوئے

غم شریف حرم کو یہ ہے کہ حیف
نہ گدا سے شراب خانہ ہوئے

وله

وقت چلنے کے علاقون کی خلش تا زیست — اس لیے جی کو ہر اک سے شے اوٹھایا ہمنے
خواہشین جمع تہین دلمین سو گیا او نکو دم — کوچ سے آگے ہے اسباب لٹایا ہمنے

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاندپوری اور حال انکا معلوم نہوا +

آہ کیا دن تہے کہ ہم ساتہ ترے اے گلرو — دو قدم چلکے خیابان کے تلے بیٹہ گئی
اب یہ حالت ہے کہین جب کے تری کوچین — ہین گنہگار جو ایوان کے تلے بیٹہ گئے

رند تخلص لالہ کیم نراین کہتری دہلوی نبیرہ راجہ لچہمی نراین مہاراجہ تکیت رای کے رفیق تہے طب مین اچہا دخل رکہتے تہے بیشتر فارسی کہتے تہے کلکتہ مین بہی آئے تہے آخر ایام مین ہوگلی مین سکونت کی تہی

نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت تم سنو — گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
ہے سزا اوسکی کہ روز و شب وہ پاے گوشمال — راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رند تخلص سید محمد خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

سنیو یہ سانحہ بہی ہے یارو شنیدنی — لے لیکے خط مرے جو گئے نامہ بر گئے
کہتا ہے کیا وہ شوخ کہ جیتے ہین رند کیا — مدت ہوئی کہ ہمنے سنا تہا وہ مر گئے

وله

اب تک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ — ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے
واللہ رند سے یہ توقع نتہی سبہی — کیا کیا کہا کرتے تہے پر کچہ نکر گئے

وله

بہاگون کس سمت کو ٹوٹے ہوئے ہین پاے گریز — ہاتہ دہو کر مرے پیچہے ہین طرحدار پڑی
اکطرف سے ہے کیا ناز و ادا نے نرغہ — اکطرف لوٹ مین اپنے ہین یہ دو چار پڑے

وله

لاکہ بار اوسطرف سے گزرا تو — دفن جسجا شہید الفت ہے
فاتحہ درکنار یہ نہ کہا — مرگیا کون کسکی تربت ہے

ولہ

کیا کہوں دل پہ کیا گذرتا ہے — جب یہ تحریر یار کرتا ہے
آج فرصت نہیں کل آئیں گے — تو محبت انتظار کرتا ہے

ولہ

یہ ناوک افگنی ہے فقط میرے دم تلک — پچتائیگا آپ بہت مجکو مار کے
ترکش کمر سے کھول کے پھینکو گے میرے بعد — رکھدو گے تم کمان سے چلہ اوتار کے

ولہ

نہ مانونگا ہرگز نہ مانونگا ہرگز — بس اب عذر بیجا ہیں سارے تمہارے
مین سب سن چکا ہون ندو مجکو جھنسے — جو ہیں شغل دریا کنارے تمہارے

ولہ

طبیعت کا میرے کرو تم نہ دھیان — کسی اور سے اب بہل جائیگی
نہیں رہنے کا بعد چندے یہ حال — سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی

ولہ

شب وصال کا کیا ماجرا بیان کرون — نہو چھپے یہ حقیقت عجب حال ہوئی
سوال کرتے تو کر بیٹھا اونسے بوسیکا — مین زرد ہو گیا غصہ سے وہ جو لال ہوئی

ولہ

مرے ساتھ سوتا نہیں یار آکر — اسی بات کا ہی رونا پڑا ہے
پلنگ ایک جانب کو اوندھا ہوا ہے — کسی سمت الٹا بچھونا پڑا ہے
مسہری پہ ہوتا ہے تابوت کا شک — یہ مرنا پڑا ہے کہ سونا پڑا ہے

ولہ

عبث بے سبب بیجہت روٹھتی ہو — یہی تو بری خو ہے جانی تمہاری
بھلا تم ہی منصف ہو تقدیر لو — وہ کیا بات تھی جو نمانی تمہاری

ولہ

نہ چہپا مجہسے کوچہ قاتل — مرگیا تو بہی میری خو نہ گئی
آب وگل مین جو تہی وفاداری — خاک بہی اوڑکے کو بکو نہ گئی

رنگین تخلص سعادت یارخان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *

یک پردہ نشین دیکہکے دل نے کہا تکبیر — کیا خوب ہو گر اس سے اشارات کی ٹہہرے
نوبت جو اشارات تلک پہونچی تو وہین — اوسنے یہ کہا حرف وحکایات کی ٹہہرے
جب حرف وحکایات بہم ہونے لگی خوب — بولا کہ کسیطرح ملاقات کی ٹہہرے
مدت مین ملاقات میسر جو ہوئی ہے — اب دل یہی کہتا ہے کہ اوسبات کی ٹہہرے

ولہ

حورون کے عوض مجہے الٰہی — دنیا مین تو ایک نازنین دے
کب مجکو بہشت کی ہے خواہش — دنیا ہو جو کچہ سو لا یہین دے

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *

زیرک کل اک طرف کو مین شکل خستہ دل — جاتا تہا تا کہان وہ پریرو ملا مجہے
فی الفور دیکہتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی — کبتک رکہیگا رنج مین تو مبتلا مجہے
سنتے ہی درجواب یہ بولا وہ تندخو — صحبت سے تیرے رنج نہین ہے ذرا مجہے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی محبت کے واسطے — اب نہو سکہائے تو مہروفا مجہے

سلیمان تخلص مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلف الصدق حضرت شاہ عالم بادشاہ آفتاب شاگرد شاہ حاتم وانشا مدت تک لکہنؤ مین جلوہ افروز تہے کبہی دہلی اور کبہی اکبر آباد مین بہی رہتے تہے شعر عاشقانہ خوب کہتے تہے سنہ ١٢٥٣ ہجری مین اکبر آباد مین رحلت کی اور وہین مدفون ہوئے راقم نے اونکے مزار کی زیارت کی ہے اونکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

ہاتہ جب چہاتی پہ اوسکے سینے رکہکر یون کہا — بوجہ میرے ہاتہ مین یہ جنبت ہے یا طاق ہے

تب کہا ہنسکر یہ اوس نے راہ شوخی سے مجھے ۔۔۔ ایک ہی اللہ اونکے کام مین تو عاق ہے

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا تحریر ہو چکا ہے +

اکروز سیر گور غریبان کو مین گیا ۔۔۔ یعنی وہان بزرگون کا اکثر مزار ہے
دیکھا تو ایک گور پہ نرگس ہے سر نگون ۔۔۔ پوچھا مین اوس سے یہ کہ تو کیون شرمسار ہے
اوسنے کہا عزیز تو نرگس مجھے نہ جان ۔۔۔ آنکھین مین اوسکی ہون کہ جسکا مزار ہے
جب مین کہا کہ میری طرح سر نگون ہے کیون ۔۔۔ اور اسقدر یہ کسکا تجھے انتظار ہے
تب تو یہ اوسنے مجھسے کہا سن اے بیخبر ۔۔۔ یہ بات تو ہر اک کے اوپر آشکار ہے
عاشق تہا ایک کافر بے پیر کا یہ شخص ۔۔۔ اب تک اوسیکا اسکے تئین انتظار ہے
سودا مجھے یقین ہوا تب ستی کہ آہ ۔۔۔ عاشق کو بعد مرگ کے بہی انتظار ہے

ولہ

ایک غماز نے اوس ترک پسر سے یہ کہا ۔۔۔ ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہے
سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو ۔۔۔ باندہنا خون یہ کمر اپنے نیا مضمون ہے

ولہ

بولے ہی سنکے جو آتا ہے مرا کچہ مذکور ۔۔۔ اوسکے آگے کسی تقریب سے گاہی گاہے
وہی سودا ہے نہ کوچے مین ہمارے جو شخص ۔۔۔ نظر آجاوے ہے با حال تباہی گاہے

ولہ

اسمین حیران ہین کیا ہمسے ہوئی ہے تقصیر ۔۔۔ قتل کرنے کے لیے پہرتے ہو تیار ہوئے
تیغ خونریز بکف خنجر تران بہ میان ۔۔۔ ہر گہڑی سامنے آجاتے ہو خونخوار ہوئے
گر اسی مین ہے خوشی دلکی تمہاری تو خیر ۔۔۔ ہم بہی راضی ہین کہ اس جینے سے بیزار ہوئے
پہیر کیا ڈہیل ہے سنتی ہی تو ہو بسم اللہ ۔۔۔ کہینچکر تیغ کو آجاؤ ستمگار ہوئے
ورنہ دل کہول کے لگجاؤ گلے سے پیارے ۔۔۔ گو کہ ہم قتل ہی کرنے کے سزاوار ہوئے
اتنے ہی بات کے کہنے مین کہ آ بوسہ دے ۔۔۔ آہ اے وائے جو ایسے ہی گنہگار ہوئے
توبہ کرتے ہین قسم کہاتے ہین سنتے ہو تم ۔۔۔ پہر نہین کہنے کے آگے کو خبردار ہوئے

سوز تخلص محمد میر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

بجز تری خاک ورا ے دوست رب کعبہ — دل مین ہو گر ہوس عزت وجا ہے گا ہے
نہ شفاعت ہو پیمبر کی نہ تیرا دیدار — ہو جو فردوس بہ بین پر بہی نگا ہے گا ہے

وله

ایک نے سوز سے پوچہا کہ صنم سے اپنے — اب بہی ملتے ہو بدستور کہ گا ہے گا ہے
دیکہکر منہ کو گہڑی ایک اور بہر کر دم سرد — یون اشارے سے بتایا سر ا ہے گا ہے

سوز تخلص مولوی عبد الکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی باشندہ تہانیسر مقیم دہلی اشعار انکے مزیدار ہوتے ہین صاحب دیوان گزری

دیکہا عجب تماشا طرفہ کیا نظارہ — گزرا جو صبح گاہان مین صحن گلستان سے
یعنی کہ ایک بلبل بیٹہی تہی شاخ گل پر — رنگ چمن دوبالا تہا اوسکی داستان سے
جون سوز سوز درد اشعار میر لب پر — گویا خبر وہ دیتی تہی سوزش نہان سے
اوسکے سخن مین ہمدم کیا کچہ بہری تہی گرمی — گویا کہ آتش دل تہی شعلہ زن زبان سے
گہ نالہ و فغان سے عالم کو پہونک دینا — گہ دل ہی دل مین جلنا آہ شرر فشان سے
گہ فصل گل سے شادان کو تاہ بینیون سے — گہ پیش بینیون سے غمگین تہے وہ خزان سے
اوسکو سمجہ کے اپنا ہمدرد و ہم مصیبت — پوچہا یہ مینے اوس سے تو کہہ تو کچہ زبان سے
کیا حال ہے کہ تیرے وہ زمزمے نہین ہین — اندوہ گینیان ہین ظاہر تری فغان سے
کہنے لگے کہ جو جو میری حقیقتین ہین — سو گفتنی نہین ہین کیا فائدہ بیان سے
لیکن نہین مناسب بالکل ہی چپکے رہنا — اب راز دل چہپاؤن اور تجہسے رازدان سے
میری یہ ہے حقیقت میرا یہ ماجرا ہے — یعنی کہ خستہ دل ہون اور تنگ اپنی جان سے
نے بیٹہنے کی جا ہے نے رہنے کا ٹہکانا — آزردہ ہون زمین سے آشفتہ ہون زمان سے
اسکے تو جور سہتے اک عمر ہو گئی ہے — صیاد سے گلا ہے شکوہ نہ باغبان سے
اتنے اک اور تازہ آفت ہے سر پہ نازل — یعنے بقول میر دل خستہ آسمان سے
جب کوندتی ہے بجلی تب جانب گلستان — رکہتی ہے چہیڑ میری خاشاک آشیان سے

سوز دران

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ ولد مرزا علی خان لکھنؤ کے معززون مین تھے

ترا دل کیا کسی پر مبتلا ہے	مری سر کی قسم اخفا نکرنا
گریبان تا بدامن پھٹ رہا ہے	کہ رہتی ہے تری اب چشم خونبار
برنگ زعفران چہرہ ہوا ہے	اوڑا ہے رنگ رو میری طرح سے
ولے تحقیق مجھپر ہو گیا ہے	حیا سے گو نہین کہتا تو مجھسے
تمہارا بھی کہین اب دل لگا ہے	کسی بیدرد خود ایسے سے شاید
وہ ایسا شہر مین کہ کون سا ہے	لگا کہنے نہ کر طوفان سوزان
تمہارا حال اب یون کیون ہوا ہے	کہا مینے بھلا صاحب نہین تو
نہ وہ فرحت نہ وہ اب چہچہا ہے	الم ہے غم نصیبون کی طرح سے
کبھی ہنسنا کبھی رونا یہ کیا ہے	زبان پر شعر جاری درد کے ہین

شاکر تخلص محمد شاکر مرحوم شاگرد محمد علی حشمت اور کچھ حال انکا معلوم نہوا

جو اونپہ گذرنی ہے گذر لے	کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا
گل توڑ کے تو تو گود بھر لے	گلچین تجھے کیا تری بلا سے

شیفتہ تخلص نواب محمد مصطفی خان بہادر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

قصہ ہاے ستم سنانے لگے	ہم جو تحریک ناتوانی سے
تم مرے ناز کیون اوٹھانے لگے	ہنسکے کہنے لگے کہ ہان سچ ہے

ولہ

دینداری و پارسائی کی	شیفتہ وہ کہ جسنے ساری عمر
شان ہے اوسکی کبریائی کی	آخر کار مے پرست ہوا

صابر تخلص مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت ابن مرزا خورد بہادر نبیرہ مرزا معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

ومولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن انکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت مین تذکرۂ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی کا لکہا ہوا ہے کہ عبارت اوسکی اسباب پر گواہی دیتی ہے

ہمنشین لطف شب وصل تو تہا ہی کہ مجہے
یہ گمان تہا کہ بہی کچہ نہ تمنا باقی

پر کہون کیا دم رخصت جو مزا تہا کہ مرے
دل مین ارمان ہے اوس لطف ادا کا باقی

رات بہر جاگنی سے نیند کا آنکہون مین خمار
اور کچہ کچہ اثر نشۂ صہبا باقی

بہینی بہینی سی وہ رنگت وہ پریشان ترکیب
لب پہ بدرنگ سا کچہ پان کا لاکہا باقی

انکہ کے دورون مین کم کم سی وہ سرخی کی نمود
تہوڑا تہوڑا سا اک انداز سے سرما باقی

ایک ایک گام پہ بل ہوئے کمر مین سو سو
کا تماشا ق نزاکت سے وہ رستا باقی

اب نہ وہ شب کا مزا اور نہ وہ صبح کا لطف
رہگیا اک کف افسوس کا ملنا باقی

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد میر غلام حسین بلگرامی سادات رضویہ سے تہے آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکہنؤ کو گئے تہے ہزل و فحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر راقم سے گزرا

پوچہا صاحبقران نے جا دی سے
تیرے نیچے یہ غارسی کیا ہے

ہنسکے بولے کہ دیکہلو صاحب
ہاتہ کنگن کو آرسی کیا ہے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور کچہ حال معلوم نہوا

تربت صبا کی دیکہی کل رات دور سے جو
آئے نظر مجہے وان شمع و چراغ کتنے

جاکر جو آج دن کو دیکہا کیا تفحص
اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کی داغ کتنے

صبا تخلص میر وزیر علی لکہنوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

یار اللہ رے ترا عالم
دیکہ یہ داغ دل مین کسکا ہے

ماہ ہر وا ور بہی ہین دنیا مین
یون فلک پر دماغ کسکا ہے

صغیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغۂ آبکاری ضلع مونگیر باشندۂ بلگرام مقیم آرہ ضلع شاہ آباد اردو مین محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی

سحر سے اور فارسی مین مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ مین مرزا دبیر سے اصلاح لی ہے
صاحب دیوان واردو قصہ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم ہین راقم کے احباب
مین ہین شعر اچہا کہتے ہین

غیرون سے بگڑ چلے ہے اون سے
اب اونکو بہی چاہ ہے ہماری
کچہ روزون مین دیکہنا کہ ہربات
حسب دلخواہ ہے ہماری
کہتے ہین جسکو وصل کی شب
انشاء اللہ ہے ہماری

طالب تخلص حافظ شبراتی مرحوم باشندہ رامپور شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی و فارسی مین دخل معقول رکہتے تہے شعر بہت خوب کہتے تہے اماری مادرزاد تہے معما کے سمجہنے مین استاد تہے صاحب تذکرہ گلشن بیخار نے جو انکا نام حافظ طالب لکہا ہے غلطی کی ہے صاحب دیوان گذرے ✣ ✣

تم کہلے بندون چلے آئے مری محفل مین رات
مین بہی کہیل کہیلا تہا بس کچہ ہاتہا پائی ہو گئی
مین ہی کچہ ملزم نہین تقصیر یان دونو کی ہے
بیوقوفی تمسے مجہسے بے حیائی ہو گئی

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

سن ای ہمدم گیا تہا دیکہنے کو در پہ مین اونکے
مرے آواز کو سنتے ہوئے وہ گہر سے نکل نکلے
یہ منہ پا کر جو بولا مین کہ چلیے بندہ خانے مین
تو کیا کہتے ہین لو بس تم تو اتنے ہی مین چل نکلے

ولہ

مینے جو کہا جی مین ہے اب بوسونکی مارے
گر ڈالون تری چاہ زنخدان کے ٹکرے
تب ہنسکے لگے کہنے یہی آپ سے ہوگا
کہانا نمک اور کرنا نمکدان کے ٹکرے

ولہ

نقش پا کی تلاش کا اوسکے
جب طپش کو خیال آتا ہے
داغ دل کا چراغ ہاتہ مین لے
رات کو اوس گلی مین جاتا ہے
اسمین وہ شمع و اگر اوسکو
روزن در سے دیکہ پاتا ہے
گہر کے لوگون سے تب وہ بولکے یون
اپنی آواز سے سناتا ہے

کوئی بلا کر اوسے چرا نی دو   نقش بندی فقیر جا تا ہے

ولہ

چلپش اب بیچتا ہے دلکو اپنے   بہا اس جنس کی کی بوسہ پر ہے
ہوئے ہین خوب وکتنے خرید ار   شناسائی ہین جن جنکو نظر ہے
کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار   ولے اپنا ارادہ بیشتر ہے
سو یہ ہے عرض خدمت مین تمہاری   کہ لینا آپ کو منظور گر ہے
تو اب اس سے بہی کچہ زیادہ   یہ چرخ نیلگون نیلام گہر ہے

ولہ

کہا جو دل سے چل تجہکو تماشا اک دکہالاؤن   تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جہلکتی ہے
لگا کہنے چلپش مین گہر سے باہر کسطرح نکلون   اندہیری رات ہے برسات ہی بجلی چمکتی ہے

ولہ

ہوا کچہ تو محبت کا اثر اوسکو کہ سنتے ہین   طبیعت نے جو دی تکلیف اوسے کل سیر بستانکی
نظر کر بید مجنونکی طرف حسرت سے کہتا تہا   کہ اس مین شکل کچہ ملتی ہی اوس مو پریشانکی

ولہ

نہ آشنا ہے کسیکا چلپش نہ کوئی دوست   عبث ہر ایک سے دلبستگی رہی میری
یہ حال ہجر مین ہو ہو گیا مرا لیکن   کسی نے آن کے اک دن خبر نہ لی میری

ولہ

تری تلاش مین آوارگی سے لیل ونہار   نمود چہ شکل ہے جو کچہ کہ اب بنی میری
لٹی ہے وادی ریگ روان ہے طے کرتے   برنگ شیشۂ ساعت یہ ہر گہڑی میری

ولہ

مین تو ناحق یہ قصہ کہ کہکر   تم سے کہتا ہون مدعا سمجہے
رفتہ رفتہ کبہی سمجہ لو گے   ابہی تو آپ کی بلا سمجہے

وله

غیر سے باتین کرتے اوسکو جو دیکہا
کل جو ہمنے کہا بہلا سمجہے

وہین پہر بول اوٹہا ڈپٹائی سے
بارے فرمائیے تو کب سمجہے

وله

کہا مینے جو کل اوسکو کہ سنتے ہو میان صاحب
بلا سے ہم بہی ایسا جانتے تو بیوفا ہوتے

تو سنتے ہی لگا کہنے چہ خوش تقلید کی خوبی
بہلا بالفرض گر تم بیوفا ہوتے تو کیا ہوتے

وله

فصل بہار آئی گلشن مین چلو طپش تک سیر کرین
شاخ پہ گل کے ہے مترنم ہر اک مرغ گلستانی
لی ہے جبکی اوج ہوا پر بول یہ اوڑتے جاتے ہین
تم درنا تم درنا در تم دیم تنا در تا د ا نی

وله

کل کسینے جو کہا اوس سے طپش نے پیارے
دیکہے بہیجا ہے ترے پاس یہ پیغام مجہے

کہ کسی دن بہی ملے گا مجہے ناکام دل زار
یا کہ منظور ہے رکہنا یون ہی ناکام مجہے

تو لگا کہنے کہ صاحب تمہین معلوم نہین
اب تو مدت ہوئی اوس سے نہین کچہ کام مجہے

وله

کیا کہون حال طپش کو تجہسے اے نازک دماغ
مت سن اس مضمون کو یہ قصۂ جانکاہ ہے

صبح سے تا شام یا رونا ہے یا ہچکی
شام سے پہر صبح تک یا نالہ ہے یا آہ ہے

وله

آہٹ قدم کی پاکے کہا تمکو کون ہے
مینے کہا کہ کوئی نہین یہ غلام ہے

سنتے ہی خشمگین ہو لگے کہنے واہ واہ
گہر جائے کیا غلام کا اسوقت کام ہے

وله

بوسہ لیتے ہوئے کل اونسے جو یوچہا مینے
سچ کہو کچہ تمہین بہی اس مین مزا آتا ہے

لگے کہنے کہ طیش سن تو مین یہ حیران ہون — تجھے کچھ اور بہی ان باتون سوا آتا ہے

وله

ہر طرف آج ہے بسنت کی دہوم — سیر مین ہے ہر اک تماشائی
کتنے گلرو جو ہین بسنتی پوش — دل مین کہتی ہے جنکی رعنائی
کہتے ہین آن کر مجھے ہنس ہنس — دیکھکر میری ناشکیبائی
ہو مبارک تمہین جنون طپش — پہر نئی رت نئی بہار آئی

وله

کیا بیان تجھسے شرارت آہ اوس عیار کی — تہر ہے آفت ہے ظالم ہے بلا انگیز ہے
تیری مژگان کی تعریف اوسکے جب کرتا ہون — طعن سے کہتا ہے مجکو تو ہی کتنا تیز ہے

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

رقم شوق کو مرے قاصد — نہ سیکو دکہا کے لے جاے
کہین ایسا نہو مرے خط کا — کوئی مضمون اوڑا کے لے جاے

وله

گلی مین یار کے ہم آج شبکو ای ہمدم — بتائین کیا کہ کدہر سے گئے کہان سے گئے
صبا کی طرح سے آنکہو نہین سبکے ڈال کی خاک — نظر بچا کے ہر اک دربان کی پاسبان سی گئے

عزیز تخلص بہکاری لال دہلوی شاگرد حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ +

آرام وصل و ہجر مین ممکن نہین ہمین — یون ہی ہمیشہ مضطرب ای رشک ماہ تہی
اب ہجر ہے تو حسرت دیدار لی ہے جی — جب وصل تہا تو کشتۂ تیغ نگاہ سے تہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبرآباد مسکن دہلی طبیعت انکی نہایت دشوار پسند ہے اشعار فارسی ان کے ظہوری ترشیزی اور میرزا عبد القادر بیدل کے اشعار کے ہم پہلو ہوتے ہین اور اشعار اردو رتبہ بلند رکہتے ہین اوائل مین اردو غزل مین اسد تخلص کرتے تہی بڑا عرصہ گذرا

کہ کلکتہ مین بہی آئے تہے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوتا
کلیات انکا نظر سے گذرا

پہر کہلا ہے در عدالت ناز — گرم بازار فوجداری ہے
ہو رہا ہے جہان مین اندہیر — زلف کی پہر سرشتہ داری ہے
پہر دیا پارۂ جگر نے سوال — ایک فریاد و آہ وزاری ہے
پہر ہوئے ہین گواہ عشق طلب — اشکباری کا حکم جاری ہے
دل و مژگان کا جو مقدمہ تہا — آج پہر اوسکی روبکاری ہے

ولہ

اے تازہ واردان بساط ہوائے دل — زنہار اگر تمہین ہوس ناو نوش ہے
دیکہو مجہے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو — میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے
ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی — مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے
یا شبکو دیکہتے تہے کہ ہر گوشۂ بساط — دامان باغبان و کف گلفروش ہے
لطف خرام ساقی و ذوق صدای چنگ — یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے
یا صبحدم جو دیکہیے آکر تو بزم مین — نے وہ سرور و سور نہ جوش و خروش ہے
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی — اک شمع رہگئی ہے سو وہ بہی خموش ہے

ولہ

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نے ہمنشین — اک تیر میرے سینے مین مارا کہ ہای ہای
وہ سبزہ زار ہای مطرا کہ ہے غضب — وہ نازنین بتان خود آرا کہ ہاے ہاے
صبر آزما وہ اونکی نگاہین کہ حف نظر — طاقت ربا وہ اونکا اشارا کہ ہای ہای
وہ میوہ ہاے تازہ و شیرین کہ واہ واہ — وہ بادہ ہاے ناب گوارا کہ ہاے ہاے

ولہ

ہے جو صاحب کی کف دست پہ یہ چکنی ڈلی — زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچہا کہیے

خامہ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہیے

مہر مکتوب عزیزان گرامی لکھیے
حرز بازوے شگرفان خود آرا کہیے

مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیے
داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیے

خاتم دست سلیمان کی مشابہ لکھیے
سر پستان پریزادے مانا کہیے

اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجے
نافہ آہوے بیابان ختن کا کہیے

وضع مین اسکو اگر سمجھیے قاف تریاق
رنگ مین سبزۂ نوخیز مسیحا کہیے

صومعہ مین اسے ٹھہرائیے گر مہر نماز
میکدے مین اسے خشت خم صہبا کہیے

کیون اسی قفل در گنج محبت لکھیے
کیون اسی نقطۂ پرکار تمنا کہیے

کیون اسے گوہر نایاب تصور کیجے
کیون اسے مردمک دیدۂ عنقا کہیے

کیون اسے تکمۂ پیراہن لیلے لکھیے
کیون اسے نقش پئے ناقۂ سلما کہیے

بندہ پرور کی کف دست کو کیجے دل فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے

غفلت تخلص اخوند غفلت باشندۂ رامپور خواہر زادۂ کرم خان کرم شاگرد حافظ شبراتی طالب انکے بیشتر اشعار مین موت کا مضمون ہوتا ہے شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

سکندر آئے زمین ناپتے جو تا لب گور
صدا یہ کانمین آئی دہان تربت سے

بس اب نہ کیجے گام و رسن سے پیمائش
یہانکے ہوگی مساحت جریب قامت سے

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

دہن کے وصف مین حیران ہین تیرے نکتہ چین جابجا
کمر کا کیا کوئی مضمون تری اے سیمبر باندہے

دہن کی فکر اوس سے کیجے جسے شوق عدم ہووے
وہ مضمون کمر باندہے جو مرنے پر کمر باندہے

فغان تخلص مرزا اشرف علی خان کوکہ حال ان کا پیشتر تحریر ہوا ہے

تنہا اگر مین یار کو پاؤن تو یون کہون
انصاف تو یہ چھوڑ مروت اگر گئی

آخر فغان وہی ہے اوسے کیون بھلا دیا
وہ کیا ہوئی تپاک وہ الفت کدہر گئی

مجھسے جو پوچھتے تو ہو ہر حال شکر ہے
یون بہی گذر گئی مری وون بہی گذر گئی

وله

کل دیکھتا ہون کیا کہ سر راہ ایک شخص — کہنے لگا فغان نہین شاکی تو یار سے
مین یہ دیا جواب کہ سنتا ہے اے عزیز — ہے دور مرتبہ مرا صبر و قرار سے
خانہ بخانہ یار کا کرتا گلہ پھرون — یہ تو نہٹ بعید ہے میرے شعار سے
مین وہ ہون عندلیب کہ گلزار دہر مین — مجکو خلش نہ ایک سے ہے نے ہزار سے
تنہا نہ گل ہی دیکھکے دل باغ باغ ہے — انکھین بہی لگ رہی ہین مری نوک خار سے

قائم تخلص محمد قیام الدین مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

سات اوس سے کہا مین کہ تری کو چمین میا — قائم کو بہت دیر ہوئی داد طلب ہے
کیا ہو جو ٹک اک سنلی تو احوال کو اوسکے — بولا کہ تری فہم سے یہ بات عجب ہے
ہو ایک ستم کش تو کوئی داد دے یان تو — لے صبح سے تا شام یہی شور و شغب ہے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

کہا مینے قاتل سے قدرت کو ظالم — تری تیغ سے ہے جگر آزمائی
لگائی نہ ایسی کہ ہو کام اوسکا — مین دیکھی تری بس ہنر آزمائی
سسکتا ہی چھوڑا اوسی خاک و خون مین — کہ تیغ ستم اور یہ آزمائی
لگا کہنے مت بول تو ذوق میرا — عدو پر آزمائی او دہر آزمائی

وله

قدرت ٹک کھول چشم عبرت — گر فکر سراغ رہروان ہے
جو نقش قدم ہے اس زمین پر — آئینہ حال رفتگان ہے

وله

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تہی مجھے — کیا ہی ملک وم ہے کیا سرزمین ردوس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی — اسطرف آواز طبل او دہر صدای کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہوے گلگون کا دور — شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے
سنتی ہے عبرت یہ بولی ایک تماشا مین تجھے — چل دکھاؤن کیا تو اپنے از کا محبوس ہے

لیگئے یکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو ہنسے کہ جاہ و حشمت دنیا سی آج
کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

کامل تخلص مرزا کامل بیگ اور کچھ حال انکا معلوم نہوا

مژگان سے کر نیچے دل ابرو کرے ہی ٹکڑے
یہ بات اوس سے لیکر جب مینے داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہو وے خالی
تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

مجروح تخلص مولوی حافظ حمید النبی باشندۂ رامپور خلف مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رفیق برادر خورد و شاگرد مولوی حافظ رشید النبی وحشت اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی کے علوم فارسی و عربی مین اچھا دخل رکھتے ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر پر مضمون و آبدار کہتے ہین کلکتہ مین بھی آئے تھے کئی برس ہوئے کہ وطن کو چلے گئے راقم کے دوستون مین ہین

اوس سرمہ و گیسو وسی سے
کوچہ ترا دشت کربلا ہے
پیاسون کے لیے ہی سرخروئی
جو ہر دم تیغ نے کیا ہے
ہے راکب ذی الجناح یہ دل
ناوک جو ترا جدا ہوا ہے
مژگان سے تری اوہر صف آرا
گیسو سے اودہر ستم بپا ہے
حملہ یہ ہے حملۂ شامیون کا
تنہا کا صفون کا سامنا ہے
نرغے مین وہ نازش و ادا کی
سید کے بقول کہ رہا ہے
اے لشکر شام گیسوے یار
سادات کا قتل کب روا ہے

حقی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

ہر چند ہے اوسکی ہر ادا شوخ
منظور جو اپنا اک صنم ہے
پر دانتون تلے زبان دبانا
بیداد ہے قہر ہے ستم ہے

وله

مانند زمین نگاہ مین مارا پڑا کوئی
گردن کسیکی تیغ تغافل سے کٹ گئی

وزارت اس گلی مین یہی ماجرا رہا   کب عاشقونکے در سے تری پھیر چھٹ گئی

ولہ

غنچہ گل کی چولی سکی دیکہ   عقل بہولی ہے مند لیبون کی
ہائے دیکھی نہین دونون نے لگر   وضع قدلی کی جامہ زیبون کی

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شاگرد میر نور الدین نوبہار و میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تھی لکھنؤ مین جاکر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا کلکتہ مین اگر شتہ بارہ سو آٹھہ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تھے اشعار فارسی اونکے قریب دس ہزار ولکہ کے ہونگے

کھڑے رہیے جو اونکے بزم مین تو یون لگی کہنے   دکہاتا ہے یہ اپنے پانون کیون ناحق کہڑا تہہ
جو اتنی بات سنکر بیٹہ جاتین تو لگے کہنے   ہنسی سے کہتے ہی اکبات کے بس آ بیٹھے

منخور تخلص منشی اسد اللہ عرف میان علی جان ریختی مین دوگانا تخلص کرتے ہین حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

سو بہانے تہے گر آنے تو ہزارون ڈہب تہے   لاکہ صورت سے اجی بات بنائی ہوتی
اے منم تمکو جو آنے کا ارادہ ہوتا   تم نہ رکتے کبھی مانع جو خدائی ہوتی

ولہ

کل اونسے جو محفل مین کہا مینے کہ غافل   جینے کی تجہے غم سے ترے پڑ گئے لالے
سنتے ہی لگے کہنے وہ منخور سہو ن سے   لو اور سنو یہ بھی ہوئے جان جینے والے

ولہ ریختی قطعی

راتکو اک نگوڑے نے کہت سے   صحن مین پاکے بے حجاب مجہے
بہیان لین گلے سے لپٹا کے   بہر لیا زانو تمہین واب مجہے
منتین کین ہزارون قسمین دین   کرکے چہوڑا اگر خراب مجہے

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

اک شخص مجھے سا تہا کہ تہا تجھسے بہ عاشق — وہ اوسکی وفا پیشگی وہ اوسکی جوانی
یہ کہکے مین رویا تو لگا کہنے نہ کہہ میر — سنتا نہین مین ظلم رسیدونکی کہانی

ولہ

ترا شکوہ مجھے نہ میرا تجھے — چاہیے یون جو فی الحقیقت ہے
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ — واعظا اپنی اپنی قسمت ہے

ولہ

مین بے نوا اڑا تہا بوسے پہ اون لبون کے — ہر دم یہی صدا تہی دے گذر و تا ل کیا ہے
پر چپ ہی لگ گئی جب اوسنے کہا کہ کوئی — پوچھو تو شاہ جی سے انکا سوال کیا ہے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

آج گواے مہ جبینو شغل ہے تمکو یہی — چہرہ ہے اور آئینہ ہے زلف ہے اور شانہ ہے
جاے آئینہ ہے کل آئینۂ زانو جدا — اور عوض شانہ کے ٹکڑے استخوان شانہ ہے

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رام پور حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

مین سمجھتا تہا کہ وہ خوش ہونگے — میرے مرنے کی جو شہرت ہوگی
غیر سنتے ہی ہوا شادی مرگ — خاک اب اونکو مسرت ہوگی

نامی تخلص مرزا حسام الدین حیدر خان لکھنوی ولد مرزا محمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق مرثیہ گو شعر انکے خوب ہوتے ہین

کیا قطعہ بموقع یہ پڑہا ہے کل اپنا — سنتے ہی اوسے دیکہ آپنے سر کوٹے کسو کے
ہو جاؤ گے صورت سے خفا یہ کہون کیونکر — سوتے ہوئے اوٹہ آئے پہلو سے کسو کے
دل ذبح کے بے منہ فق ہے لیکن کہہ رہے ہین منہ پر — ایجان نکل بہاگے ہو قابو سے کسو کے

ختام تخلص راقم آثم

نشان باقی رہا ہر نام کسکا دار فانی مین — الہی در پے کین کس قدر یہ دور گردون ہے
پتا آئینۂ اسکندری نہ جام جم کا ہے — نہ باقی طاق نوشیروان ہے نے قصر فریدون ہے